تنظیم اسلامی کا ترجمان

ہفت روزہ

ندائے خلافت

لاہور

05

تنظیم اسلامی کا پیغام
خلافت راشدہ کا نظام

www.tanzeem.org

مسلسل اشاعت کا
30 واں سال

26 جمادی الثانی تا 3 رجب 1442ھ / 9 تا 15 فروری 2021ء

امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا فریضہ

امت مسلمہ صرف 'کلمہ گو' جماعت نہیں بلکہ داعی الی الخیر بھی ہے۔ یہ اس کے دینی فرائض میں داخل ہے کہ بنی نوع انسان کی دنیا کی سرفرازی اور آخرت کی سرخروئی کے لیے جو بھی بھلے کام نظر آئیں، بنی آدم کو اس کا درس دے اور اس کی مخالف سمت چلنے سے ان کو روکے۔ اس فریضہ سے کوئی مسلمان بھی مستثنیٰ نہیں۔ مسلم معاشرے کے ہر فرد کا فرض ہے کہ کلمہ حق کہے، نیکی اور بھلائی کی حمایت کرے اور معاشرے یا مملکت میں جہاں بھی غلط اور ناروا کام ہوتے نظر آئیں ان کو روکنے میں اپنی ممکن حد تک پوری کوشش صرف کردے۔ ایمان باللہ کے بعد دینی ذمہ داریوں میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ انجام دینا سب سے بڑی ذمہ داری ہے۔ امر بالمعروف کا مطلب ہے نیکی کا حکم دینا اور نہی عن المنکر کا مطلب ہے برائی سے روکنا۔ یہ بات تو ہر آدمی جانتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نیکی اور نیک لوگوں کو پسند فرماتے ہیں۔ برائی اور برے لوگوں کو ناپسند فرماتے ہیں اس لیے اللہ تعالیٰ یہ بھی چاہتے ہیں کہ دنیا میں ہر جگہ نیک لوگ زیادہ ہوں اور نیکی کا غلبہ رہے۔ برے لوگ کم ہوں اور برائی مغلوب رہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کو محض خود نیک بن کر رہنے اور برائی سے بچنے کا حکم ہی نہیں دیا بلکہ ساتھ ساتھ دوسروں کو بھی نیکی کا حکم دینے اور برائی سے روکنے کا حکم بھی دیا ہے۔ اسی عظیم مقصد کی خاطر اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام علیہم السلام کو مبعوث فرمایا اور انبیاء کرام کا سلسلہ ختم ہونے کے بعد امت محمدیہ کے حکمرانوں، علماء وفضلاء کو خصوصاً اور امت کے دیگر افراد کو عموماً اس کا مکلف ٹھہرایا ہے۔ قرآن وحدیث میں اس فریضہ کو اس قدر اہمیت دی گئی ہے کہ تمام مومن مردوں اور تمام مومن عورتوں پر اپنے اپنے دائرہ کار اور اپنی اپنی استطاعت کے مطابق امر بالمعروف اور نہی عن المنکر پر عمل کرنا واجب ہے۔ جس سے مطلوب افراد میں ایمان، تقویٰ، خلوص، خشیت الٰہی جیسی صفات پیدا کر کے روح کا تزکیہ اور تطہیر ہے۔

ڈاکٹر اسرار احمدؒ

اس شمارے میں

5 فروری ـــ یومِ کشمیر؟

معرکۂ حق و باطل میں اہل ایمان......

امیر تنظیم اسلامی کا ھدیٰ ڈائجسٹ کو انٹرویو

حضرت ام کلثومؓ بنت رسول اللہ ﷺ

تجھے کس طرح سراہیں؟

Indian Muslims: The struggle for.....

الھدیٰ (923)

ڈاکٹر اسرار احمدؒ

دوسروں کے گھروں میں جانے کے آداب

سُوْرَۃُ النُّوْر — بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ — آیات:27 ، 28

یٰۤاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُیُوْتًا غَیْرَ بُیُوْتِکُمْ حَتّٰی تَسْتَاْنِسُوْا وَتُسَلِّمُوْا عَلٰۤی اَھْلِھَا ؕ ذٰلِکُمْ خَیْرٌ لَّکُمْ لَعَلَّکُمْ تَذَکَّرُوْنَ ﴿۲۷﴾ فَاِنْ لَّمْ تَجِدُوْا فِیْھَاۤ اَحَدًا فَلَا تَدْخُلُوْھَا حَتّٰی یُؤْذَنَ لَکُمْ ۚ وَ اِنْ قِیْلَ لَکُمُ ارْجِعُوْا فَارْجِعُوْا ھُوَ اَزْکٰی لَکُمْ ؕ وَ اللّٰہُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِیْمٌ ﴿۲۸﴾

آیت ۲۷: ﴿یٰۤاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُیُوْتًا غَیْرَ بُیُوْتِکُمْ حَتّٰی تَسْتَاْنِسُوْا وَتُسَلِّمُوْا عَلٰۤی اَھْلِھَا ؕ﴾ ’’اے ایمان والو! اپنے گھروں کے علاوہ دوسرے گھروں میں داخل نہ ہوا کرو‘ حتیٰ کہ ان کی رضا معلوم کرلو اور گھر والوں کو سلام کرلو!‘‘

گھر کی چار دیواری کے تقدس اور اس کے مکینوں کے تخلیے (privacy) کے آداب کو ملحوظ رکھنے کے لیے یہ تاکیدی حکم ہے‘ یعنی کسی کو کسی دوسرے کے گھر میں اُس کی رضا مندی اور اجازت کے بغیر داخل ہونے کی اجازت نہیں ہے۔ اس سلسلے میں اجازت لینے اور رضا مندی معلوم کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ ملاقات کے لیے آنے والا شخص دروازے کے باہر سے اونچی آواز میں ’’السلام علیکم‘‘ کہے اور پوچھنے پر اپنی پہچان کرائے تاکہ اہل خانہ اُسے اندر آنے کی اجازت دینے یا نہ دینے کے بارے میں فیصلہ کر سکیں۔ ایسا ہرگز نہ ہو کہ کوئی کسی کے گھر میں بے دھڑک چلا آئے۔

﴿ذٰلِکُمْ خَیْرٌ لَّکُمْ لَعَلَّکُمْ تَذَکَّرُوْنَ ﴿۲۷﴾﴾ ’’یہ تمہارے لیے بہتر ہے تاکہ تم نصیحت حاصل کرو۔‘‘

آیت ۲۸: ﴿فَاِنْ لَّمْ تَجِدُوْا فِیْھَاۤ اَحَدًا فَلَا تَدْخُلُوْھَا حَتّٰی یُؤْذَنَ لَکُمْ ۚ﴾ ’’پھر اگر تم اس گھر میں کسی کو موجود نہ پاؤ تو اس میں داخل نہ ہو یہاں تک کہ تمہیں اجازت دے دی جائے۔‘‘

گویا خالی گھر میں بھی اس کے مالک کی اجازت کے بغیر داخل ہونے کی اجازت نہیں ہے۔

﴿وَاِنْ قِیْلَ لَکُمُ ارْجِعُوْا فَارْجِعُوْا ھُوَ اَزْکٰی لَکُمْ ؕ﴾ ’’اور اگر تم سے کہا جائے کہ لوٹ جاؤ تو تم لوٹ جایا کرو‘ یہ طریقہ تمہارے لیے بہت پاکیزہ ہے۔‘‘

﴿وَاللّٰہُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِیْمٌ ﴿۲۸﴾﴾ ’’اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اُس سے خوب واقف ہے۔‘‘

آپ کسی سے ملاقات کا وقت طے کیے بغیر اس کے گھر پہنچ گئے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ آپ کو وقت دینا اس کا فرض ہے‘ حالانکہ ممکن ہے اس وقت وہ صاحب آرام کر رہے ہوں‘ کسی دوسرے کام میں مصروف ہوں یا کسی مجبوری کے باعث آپ سے ملاقات کرنے سے معذور ہوں۔ چنانچہ اگر اندر سے اطلاع دی جائے کہ صاحب خانہ کے لیے اس وقت آپ سے ملاقات کرنا ممکن نہیں اور یہ کہ آپ پھر کسی وقت تشریف لائیں تو ایسی صورت میں آپ بغیر برا مانے واپس چلے جائیں۔ آپ کو ایسے ریمارکس دینے کا کوئی حق نہیں پہنچتا کہ بہت متکبر شخص ہے‘ میں اس سے ملنے گیا تو اس نے ملاقات سے ہی انکار کر دیا۔ البتہ ایسی کسی بھی صورت حال سے بچنے کے لیے بہتر ہے کہ آپ پیشگی اطلاع دے کر اور وقت ملاقات طے کر کے کسی سے ملنے کے لیے جائیں۔

فرمان نبویؐ

حیا کی حقیقت

عَنْ زَیْدِ بْنِ طَلْحَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: ((اِنَّ لِکُلِّ دِیْنٍ خُلُقًا وَخُلُقُ الْاِسْلَامِ الْحَیَاءُ))

(مشکوۃ باب الرفق والحیاء)

حضرت زید بن طلحہ ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ’’بے شک ہر دین کے لیے کچھ اخلاق ہیں اور اسلام کا اخلاق حیا ہے۔‘‘

تشریح: حیا ہی وہ خوبی ہے جو انسانوں کو معراجِ انسانیت پر لا کھڑا کرتی ہے اور اسی سے وہ اشرف المخلوقات کہلانے کے حقدار ٹھہرتے ہیں۔ اسی وصف سے انسان اور حیوان میں فرق نمایاں ہوتا ہے اور اسی سے آداب و اخلاق نکھرتے اور سنورتے ہیں۔ اسی وصف سے انسانوں میں تہذیب و شائستگی پروان چڑھتی ہے‘ نیکی اور سچائی کا چمن شاداب ہوتا ہے‘ شرافت و امانت کے پھول کھلتے ہیں۔ مروت و احسان کے ثمر لگتے ہیں۔ حیا انسان کی فطری خوبی ہے جو رب کائنات نے اسے عطا کی ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اداریہ
ایوب بیگ مرزا

5 فروری ــــــ یومِ کشمیر؟

ہم عجیب قوم ہیں، اتنے عجیب ہیں کہ اب بھی 5 فروری کو یومِ کشمیر کے طور پر مناتے ہیں۔ ہم اُس دن چھٹی مناتے ہیں، سیر سپاٹے کرتے ہیں، کیبل پر ہندوستانی فلمیں دیکھ کر کشمیر کے حوالہ سے اپنا احتجاج رجسٹرڈ کراتے ہیں۔ مارکیٹیں بند ہوتی ہیں۔ بہر حال کاروبار زندگی بند ہونے سے مزدور پیٹ پوجا کرنے کی بجائے شدید سردی میں آگ سینک کر گزارہ کرتا ہے۔

سنی سنائی بات ہے کہ ایک انگریز وزیر اعظم نے بیسویں صدی کی تیسری دہائی میں یہ تحقیقات کروائی کہ جرمنی کی معیشت برطانوی معیشت سے قدرے بہتر نسبت سے کیوں ترقی کر رہی ہے۔ حاصل تحقیق یہ تھا کہ جرمن قوم قبل از دوپہر چائے کا وقفہ نہیں کرتے۔ ہم پھر عجیب قوم ہیں کہ اِسی یورپ کے کہنے پر ''وقفہ بہت ضروری ہے'' کے شدت سے قائل ہو چکے ہیں۔ سچ پوچھیے تو ہمارے پاس اب وقفوں کے سوا بچا ہی کیا ہے۔ کشمیر کے معاملے میں وقفہ ہو تو لچک آ جاتی ہے۔ سچ یہ ہے کہ کشمیر کے معاملے میں دشمن انگریز اور متعصب ہندو نے جو کچھ کیا سو کیا، اپنوں نے بھی کوئی کمی نہ چھوڑی۔ کانگریس کی مخالفت کے باوجود ہم نے انگریز سے یہ طے کروایا کہ ریاستوں کی قسمت کا فیصلہ اُن کے عوام نہیں بلکہ ریاستوں کے والی کریں گے۔ صرف اِس لیے کہ ہماری نگاہیں حیدر آباد دکن کی ریاست کی دولت پر تھیں، جہاں کا والی مسلمان تھا اور اس کے خزانے میں بہت دولت تھی۔ سوال یہ ہے کہ اگر حیدر آباد کا والی پاکستان کے حق میں فیصلہ کرتا ہے تو کشمیر کے راجہ کو بھارت کے ساتھ الحاق کرنے کا حق کیوں نہیں دیا جا سکتا؟ جب کہ الحاق کا طریقہ کار خود مسلم لیگ کے اصرار پر طے کیا گیا۔ اِس کا ہرگز ہرگز یہ مطلب نہیں کہ ہم کشمیر کے مسئلہ پر بھارت کے موقف کو درست اور پاکستان کے موقف کو غلط سمجھتے ہیں، یہ ایک قابل بحث مسئلہ ہے۔ ہم صرف اپنی غلطیوں کا جائزہ لے رہے تھے۔ یہی ہماری پہلی غلطی تھی جس سے کشمیر بھارت کی گود میں پکے ہوئے پھل کی طرح جا گرا۔ بعد میں ہم غلطیوں پر غلطیاں کرتے چلے گئے، حتیٰ کہ کشمیر کا مسئلہ ایک مذاق بن گیا۔ اب 5 فروری کو ہم دنیا والوں کو ہنساتے ہیں اور اتنا ہنساتے ہیں کہ خود ہمیں بھی روتے روتے ہنسی آ جاتی ہے۔

بھارت نے ایک عرصہ سے مقبوضہ کشمیر میں قتل و غارت گری کا بازار گرم کیا ہوا ہے۔ برما اور فلسطین میں مسلمانوں پر جو بیت گئی ہے فلکِ پیر نے ایسی انسان دشمنی کا مظاہرہ کبھی نہ دیکھا ہوگا اور بات کو اگر موجودہ دور تک لے جائیں گے تو ایشیا اور افریقہ میں مسلمانوں پر ہونے والے ظلم و ستم کی داستان اتنی طویل، اتنی خونچکاں اور اتنی لرزہ دینے والی ہے کہ اسے قرطاس پر منتقل کر دینا عملاً ممکن نہیں ہے۔ جھوٹے نگوں سے مرصع چمکتی دمکتی آنکھوں کو خیرہ کرتی مغربی تہذیب کس طرح مسلمانوں کے خون کے دریا بہا

ہفت روزہ
لاہور
ندائے خلافت
تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر
تنظیم اسلامی کا ترجمان، نظامِ خلافت کا نقیب
بانی: اقتدار احمد مرحوم
26 جمادی الثانی تا 3 رجب 1442ھ جلد 30
9 تا 15 فروری 2021ء شمارہ 05
مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید
مدیر: ایوب بیگ مرزا
ادارتی معاون: فرید اللہ مروت
نگران طباعت: شیخ رحیم الدین
پبلشر: محمد سعید اسعد، طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس، ریلوے روڈ، لاہور
مرکزی دفتر تنظیم اسلامی
''دارالاسلام'' ملتان روڈ چوہنگ لاہور۔ پوسٹل کوڈ 53800
فون: 78-35473375 (042)
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے، ماڈل ٹاؤن، لاہور۔54700
فون: 03-35869501 فیکس: 35834000
publications@tanzeem.org
قیمت فی شمارہ 15 روپے
سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک...... 600 روپے
بیرون پاکستان
انڈیا---------------(2000 روپے)
یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (2500 روپے)
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (3000 روپے)
ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر
''مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن'' کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے
Email:maktaba@tanzeem.org

''ادارہ'' کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

رہی ہے، لیکن اپنے دامن پر چھینٹ نہیں پڑنے دیتی۔ حیرت ہے یہ سب کچھ کر کے اِن خونی درندوں کا معاشرہ پھر مہذب اور تہذیب یافتہ معاشرہ کہلاتا ہے۔ جس عیاری اور چالاکی کے ساتھ مسلمانوں کو تختۂ مشق بنایا جارہا ہے، اور اُن پر ظلم کے پہاڑ توڑے جارہے ہیں اور پھران ظلم وتشدد اور ریاستی دہشت گردی کو جس طرح قانون کا لبادہ اوڑھا دیا جاتا ہے اِس کا جامع حکمتِ عملی سے اور اسلام کے بنیادی اصولوں کو مدنظر رکھ کر مقابلہ کرنا ہوگا۔ امریکہ اور اہل مغرب کا اوّلین ہتھیار میڈیا کے ذریعہ جھوٹا پروپیگنڈا کر کے دنیا کو مس گائیڈ کرنا ہے۔ پھر سائنس اور ٹیکنالوجی میں اپنی برتری سے اعدائے اسلام عالم اسلام پر جنگ اس طرح مسلط کرتے ہیں کہ قصوروار بھی مسلمان ہی دکھائی دیتے ہیں۔ عالم اسلام کا المیہ یہ ہے کہ مسلمان حکمران اپنے اقتدار کے تحفظ کے لئے اُن کی ڈکٹیشن کو قبول کر کے اُن کے مفادات کو آگے بڑھاتے ہیں۔ میڈیا کے ذریعے ایسی فضا قائم کردی گئی ہے کہ مغرب مسلمانوں کو مار رہا ہے اور پھر بھی مظلوم ہے اور مسلمان مار کھا رہے ہیں اور خون میں نہا رہے ہیں، پھر بھی ظالم اور دہشت گرد ہیں۔ یہ دشمنوں کی حکمتِ عملی کا کمال ہے اور میڈیا کی جادوگری ہے کہ وہ سیاہ کو سفید اور سفید کو سیاہ ثابت کررہا ہے۔

سوال یہ ہے کہ مسلمانوں کو کیا کرنا چاہیے؟ اس ظالم کا ہاتھ کیسے توڑا جائے؟ جہاں تک میڈیا کا تعلق ہے ہمیں جوابی طور پر کسی جادوگری کا مظاہرہ نہیں کرنا، البتہ یہ امر لازم ہے کہ جھوٹ کی برملا تردید کی جائے، حق کی صدا بلند کی جائے اور کرنے کا اصل کام یہ ہے کہ قوت کا جواب قوت سے دیا جائے۔ اُس کی اس برتری کو چیلنج کیا جائے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ سائنس اور ٹیکنالوجی میں مسلمان جس قدر پیچھے رہ گیا ہے یہ فاصلہ ختم کرنا بلکہ کم کرنا بھی انتہائی مشکل ہے۔ لیکن ایک تو یہ کہ ہمیں جدوجہد کرنا چاہیے اور ہمت نہیں ہارنا چاہیے۔ دوسرا یہ کہ غور کریں ہمیں کس چیز نے کمزور کیا ہے۔ ہم جو انسانی تاریخ میں طویل ترین عرصہ تک اس دنیا میں سپریم پاور کی حیثیت رکھتے تھے کیوں ناتواں ہوئے؟ حقیقت یہ ہے کہ اللہ، رسول اللہ ﷺ اور کتاب الٰہی سے دور ہوکر ہم دنیا بھر میں خوار ہوئے اور ذلت و رسوائی ہمارا مقدر بن گئی۔ امتِ مسلمہ کو ایک بار پھر سپریم پاور آن دی ارتھ بننے کے لئے اللہ اور رسول ﷺ سے اپنے تعلق کو دوبارہ استوار کرنا ہوگا۔ ذرا سوچئے، نبی اکرم ﷺ تو اللہ کے نبی اور رسول تھے، اگرچہ آپ ﷺ نے دین متین کو نافذ اور غالب کرنے کے لئے تمام تر جدوجہد انسانی سطح پر کی لیکن کوئی کہہ سکتا ہے کہ آپ ﷺ کو استثنا حاصل تھا۔ آپ کی حیثیت خصوصی تھی۔ ابوبکر صدیق ؓ نے جس طرح حالات کا مقابلہ کیا اور آپ ﷺ کے وصال کے بعد بھی دین پر آنچ نہ آنے دی۔ دورِ فاروقی ؓ میں اُس وقت کی دو سپر قوتوں کو جس طرح تہس نہس کیا گیا۔ دورِ عثمانی ؓ میں بھی یہ سلسلہ دس سال تک جاری رہا۔ آج حالات اُس سے زیادہ مشکل نہیں۔ ستاون مسلمان ممالک دنیا میں ہیں۔ ان کو قدرت نے بے شمار وسائل دے رکھے ہیں۔ دنیا بھر میں ایک 170 کروڑ مسلمان موجود ہیں۔ تو کیا آج ہم پانسہ نہیں پلٹ سکتے۔ یقیناً ایسا ممکن ہے لیکن اللہ کی مدد کے بغیر ممکن نہیں، کسی طرح ممکن نہیں۔ اور اللہ کی سنت یہ ہے کہ وہ مدد کرتا ہے بشرطیکہ مسلمان اپنے تئیں جدوجہد کا حق ادا کردیں تب اُس کی مدد آتی ہے۔ یعنی اللہ کا دین نافذ کرنے کے لیے ایڑی چوٹی کا زور لگادیں۔ فرشتے میدان بدر میں مدد کو اترے تھے، آج بھی قطار اندر قطار اتریں گے۔ شرط یہ ہے کہ ہم مسلمان فضائے بدر پیدا کریں۔ گویا بال ہمارے کورٹ میں ہے۔ دل یا شکم کا فیصلہ ہم کو کرنا ہے۔ ہمیں اس بات پر لازماً غور کرنا ہوگا کہ آخر ’’پاکستان سے رشتہ کیا لا الٰہ الا اللہ‘‘ کا نعرہ اس وقت مقبوضہ کشمیر کا مقبول ترین نعرہ کیوں بن گیا ہے اور اِس حوالے سے اہل پاکستان کی ذمہ داری کیا ہے۔ اِس لیے کہ یہ نعرہ اُس وقت تک نہ کوئی معنی رکھتا ہے اور نہ ہی مؤثر ہوگا جب تک پاکستان میں اِسلامی نظام نافذ نہیں ہوتا اور پاکستان عملی طور پر ایک اسلامی فلاحی ریاست نہیں بن جاتا۔ جب پاکستان کے اسلامی فلاحی ریاست بننے کے ثمرات دنیا کے سامنے آئیں گے تو مقبوضہ کشمیر میں اِس حوالے سے ایسا اضطراب پیدا ہوگا اور کشمیریوں کی آزادی حاصل کرنے کی جدوجہد میں اتنی شدت آئے گی کہ بھارت کی ساری فوج بھی اُنھیں کنٹرول نہیں کرسکے گی آج تو کشمیریوں کو یہ بھی مسئلہ ہے کہ ہم جانوں کا نذرانہ دے کر اگر بھارت سے آزادی حاصل کر لیتے ہیں تو جس ملک سے ہم جڑنے کے خواہش مند ہیں وہاں حالات کیسے ہیں وہاں کا نظام کیسا ہے ایسا نہ ہو کہ آسمان سے گرا کھجور میں اٹک جائے۔ آخری اور حتمی بات یہ کہ اِس خطے کی بدلتی ہوئے صورتِ حال کا تقاضا ہے کہ کشمیر بھارت سے آزاد ہوکر پاکستان کا حصہ بنے وگرنہ پاکستان کی سلامتی بھی خطرے میں پڑ جائے گی لہٰذا مقبوضہ کشمیر کی آزادی اگر اِس لیے ضروری ہے کہ ہمارے کشمیری بھارت کے ظلم وستم سے نجات حاصل کریں تو اِس لیے بھی ضروری ہے کہ پاکستان کی سلامتی اور تحفظ کو یقینی بنایا جاسکے۔ ہمیں اپنے گھوڑے تیار رکھنے کی ضرورت ہے، تاکہ ظالم جان لے کہ اُسے منہ توڑ جواب ملے گا۔

❀❀❀

معرکۂ حق و باطل میں اہل ایمان کے لیے اُمید

(سورۃ الطور کی آیات 43 تا 46 کی روشنی میں)

جامع مسجد شادمان ٹاؤن کراچی میں امیر تنظیم اسلامی محترم شجاع الدین شیخ حفظہ اللہ کے 15 جنوری 2021ء کے خطابِ جمعہ کی تلخیص

مرتب: ابوابراهیم

خطبۂ مسنونہ اور تلاوت آیات کے بعد!

قرآن مجید کے سلسلہ وار مطالعہ کے ضمن میں ہم سورۃ الطور کی آیات: 43 تا 46 کا مطالعہ کررہے ہیں۔ گزشتہ کئی نشستوں میں ایک ایک آیت پر تفصیلی کلام ہوا ہے جس میں ہم نے اپنے لیے راہنمائی حاصل کرنے کی کوشش کی ہے۔ قرآن کا ایک یہ بھی انداز ہے کہ وہ مخاطبین کے سامنے کچھ سوالات رکھتا ہے جس کا مقصد ذہنوں کو جھنجوڑنا ہوتا ہے کہ انسان غوروفکر کرے۔ اسی سلسلے کا آخری سوال زیر مطالعہ آیت میں آرہا ہے۔ فرمایا:

﴿اَمْ لَهُمْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ ؕ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿٤٣﴾﴾ (آیت: 43) ''کیا ان کے لیے اللہ کے سوا کوئی اور الٰہ بھی ہے؟ پاک ہے اللہ اس سے جو شرک یہ کررہے ہیں۔''

کئی سوالات کے بعد اب اللہ تعالیٰ پھر غوروفکر کی دعوت دے رہا ہے۔ اس سے قبل کئی مقامات پر مشرکین کے باطل عقائد کا رد اور ان کے باطل معبودوں کی نفی کی تفصیلات ہمارے سامنے آچکی ہیں۔ جیسے سورۃ الحج کے آخر میں ارشاد ہے:

''جن معبودوں کو تم پکارتے ہو وہ ایک مکھی بھی پیدا نہیں کرسکتے اور مکھی پیدا کرنا تو بڑی بات ہے اگر ان کے سامنے، ان بتوں کے سامنے جو نذرانے چڑھائے جاتے ہیں باطل پرستوں کی طرف سے اگر مکھی اس میں سے کچھ اٹھا کرلے جائے تو یہ بیچارے واپس بھی نہیں چھڑاسکتے۔

﴿ضَعُفَ الطَّالِبُ وَالْمَطْلُوْبُ ﴿٧٣﴾﴾ (الحج) ''کس قدر کمزور ہے طالب بھی اور مطلوب بھی!''

یہ مثال صرف بتوں کے لیے ہی نہیں بلکہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے مقابلے میں جس کسی کو بھی خدانخواستہ پکارا جائے گا وہ مخلوق ہے اور مخلوق محتاج ہے۔ کوئی محتاج کیسے معبود ہوسکتا ہے۔ جیسے کچھ عرصہ قبل ہم نے ایک مثال کا مطالعہ کیا تھا کہ کس طرح اللہ تعالیٰ نے صرف تین الفاظ میں تثلیث کے باطل عقیدے کا رد کردیا:

﴿كَانَا يَاْكُلٰنِ الطَّعَامَ ؕ﴾ (المائدہ: 75) ''دونوں کھانا کھاتے تھے۔''

عیسائیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور بی بی مریم سلام علیہا دونوں کو اللہ کی الوہیت میں شامل کرنے کی کوشش کی۔ اللہ تعالیٰ نے ان تین الفاظ میں تثلیث کے اس باطل عقیدے کا رد کردیا کہ وہ دونوں تو کھانا کھاتے تھے۔ جو کھانا کھاتا ہے وہ محتاج ہے اور محتاج کیسے معبود ہو سکتا ہے؟ اللہ خالق ہے، باقی ہر شے مخلوق ہے۔ لہٰذا خواہ انسانوں میں سے کسی کو پکارا جائے یا دیگر مخلوقات میں سے پکارا جائے وہ سب محتاج ہیں اور محتاج معبود نہیں ہوسکتا۔ آگے فرمایا:

﴿وَاِنْ يَّرَوْا كِسْفًا مِّنَ السَّمَآءِ سَاقِطًا يَّقُوْلُوْا سَحَابٌ مَّرْكُوْمٌ ﴿٤٤﴾﴾ (الطور: 44) ''اور اگر کبھی یہ دیکھیں آسمان کا کوئی ٹکڑا گرتا ہوا تو کہیں گے کہ یہ تو بادل ہیں تہ در تہ۔''

مشرکین نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مختلف معجزات دکھانے کی فرمائش کرتے تھے کہ کوئی خزانہ نازل ہوتا ہوا دکھادیں، کوئی فرشتہ نازل ہوتا ہوا دکھادیں یا آسمان کا کوئی ٹکڑا گراکر دکھادیں۔ اللہ تعالیٰ نے دیگر مقامات پر جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ ہر بات پر قادر ہے۔ لیکن پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تمہارے سامنے اللہ کا جو کلام پیش کیا ہے وہ زندہ معجزہ ہے۔ تمہاری خیر اسی میں ہے کہ اس کو مان لو ورنہ اللہ جو چاہے کرسکتا ہے لیکن اس کے باوجود بھی اگر تمہاری ہٹ دھرمی ختم نہ ہوئی تو پھر مہلت سلب کرلی جائے گی۔ جیسے سورۃ الاحقاف میں قوم عاد کا ذکر ہے کہ انہوں نے کہا یہ بادل بارش برسانے کے لیے آیا ہے لیکن اسی بادل میں ان کے لیے عذاب کا معاملہ تھا۔ اسی تناظر میں یہ آیت نازل ہوئی کہ اگر تم پر آسمان کا کوئی ٹکڑا گرادیا جائے تو تم بھی یہی کہو گے کہ یہ تو بادل کا ٹکڑا ہے گویا حق کو دیکھ کر بھی نہیں پہچانو گے۔ جس کے دل میں حق کی سچی طلب اور تڑپ ہوگی وہ خالق کائنات کی خلاقی اور اس کی صناعی کو دیکھے گا تو پہچان جائے گا۔ جیسا کہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے دل میں حق کی تڑپ تھی تو وہ فارس سے چل کر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس پہنچ گئے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿اَفَلَا يَنْظُرُوْنَ اِلَى الْاِبِلِ كَيْفَ خُلِقَتْ ﴿١٧﴾ وَاِلَى السَّمَآءِ كَيْفَ رُفِعَتْ ﴿١٨﴾ وَاِلَى الْجِبَالِ كَيْفَ نُصِبَتْ ﴿١٩﴾ وَاِلَى الْاَرْضِ كَيْفَ سُطِحَتْ ﴿٢٠﴾﴾ (الغاشیہ) ''تو کیا یہ لوگ دیکھتے نہیں اونٹوں کو کہ انہیں کیسے بنایا گیا ہے! اور (کیا یہ دیکھتے نہیں) آسمان کو کہ کیسے بلند کیا گیا ہے! اور (کیا یہ دیکھتے نہیں) پہاڑوں کو کہ کیسے گاڑ دیے گئے ہیں! اور (کیا یہ دیکھتے نہیں) زمین کی طرف کہ کیسے بچھادی گئی ہے!''

اللہ تعالیٰ کی معرفت کی نشانیاں اس کائنات میں جابجا پھیلی ہوئی ہیں۔ جس کے دل میں طلب وتڑپ سچی ہوگی وہ مان لے گا لیکن جس کے دل میں چور ہوگا، ہٹ دھرمی ہوگی وہ حق کو پہچان لینے کے باوجود بھی انکار ہی کرے گا۔ جیسے ابوجہل سے پوچھا جاتا کہ جو محمد رسول اللہ ﷺ پیش کر رہے ہیں وہ حق نہیں ہے؟ ابوجہل کہتا: بالکل حق ہے، سچ ہے لیکن اگر میں مان لوں گا تو محمد (ﷺ) کے مقابلے میں چھوٹا ہو جاؤں۔ یہ اندر کا تکبر آڑے آیا تو برباد ہوگیا ورنہ اس کو بات سمجھ آگئی تھی۔ وہ اتنے بھی بیوقوف نہیں تھے کہ ہاتھ سے تراشے ہوئے بتوں کو کوئی حیثیت دیتے۔ اصل مسئلہ یہ تھا کہ ان کی سرداریاں اور ان کے مالی مفادات ان بتوں سے وابستہ تھے۔ عرب ان بتوں کو چڑھاوے چڑھاتے تھے اور نذرانے پیش کرتے تھے جو ان سرداروں کی آمدن کا بڑا ذریعہ تھے اور ان بتوں کے مجاور ہونے کی حیثیت سے عرب میں ان کی عزت تھی۔ اگر وہ ان بتوں کا انکار کر دیتے تو ان کا پورا باطل نظام ختم ہو رہا تھا اس لیے وہ جانتے بوجھتے حق کو قبول نہیں کر رہے تھے۔ حالانکہ حضور ﷺ نے ان کے سامنے حق کے تمام دلائل پیش کر دیے، قرآن جو اللہ کا سب سے بڑا معجزہ ہے وہ ان کے سامنے پیش کر دیا، اور حضور ﷺ کی سیرت اور کردار کی سچائی بھی ان کے سامنے تھی جس کو وہ تسلیم بھی کرتے تھے۔ اسی وجہ سے زیر مطالعہ آیت میں فرمایا کہ اگر ہم تمہاری فرمائش پر آسمان سے کوئی ٹکڑا معجزے کے طور پر گرا دیں تو تم اس کا بھی انکار کر دو گے۔ آگے ان کی بابت حضور ﷺ سے ارشاد ہے کہ:

﴿فَذَرْهُمْ حَتّٰى يُلٰقُوْا يَوْمَهُمُ الَّذِيْ فِيْهِ يُصْعَقُوْنَ ﴿٤٥﴾﴾ (الطور:45) ''تو (اے نبی ﷺ!) چھوڑے رکھیے ان کو یہاں تک کہ وہ اپنے اس دن سے دوچار ہوں جس میں ان پر بجلی کی کڑک گرے گی۔''

یعنی جو ہٹ دھرمی پر اتر آئے ہیں اور جانتے بوجھتے حق کو رد کر رہے ہیں ان کو ان کے حال پر چھوڑ دیجیے۔ اس آیت میں قیامت کے دن کی بے ہوشی کا ذکر کیا جا رہا ہے۔ انفرادی سطح پر یہی تعلیم ہے کہ پیغمبر علیہم السلام کا کام پہنچانا ہے، بتانا ہے، سمجھانا ہے منوانا نہیں ہے۔ جبر کر کے قبول کروانا پیغمبر کی ذمہ داری نہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿فَذَكِّرْ ۣ اِنَّمَآ اَنْتَ مُذَكِّرٌ ﴿٢١﴾ لَسْتَ عَلَيْهِمْ بِمُصَيْطِرٍ ﴿٢٢﴾﴾ (الغاشیہ) ''تو (اے نبی ﷺ!) آپ یاد دہانی کراتے رہیے' آپ تو بس یاد دہانی کرانے والے ہیں۔ آپ ان پر کوئی داروغہ نہیں ہیں۔''

آج ہم نے دین کی دعوت کا کام کرنا ہے، اپنوں میں بھی اصلاح کی کوشش کرنی ہے، پیغام پہنچانا ہے اور غیروں کو بھی دعوت دینی ہے۔ لیکن یاد رہے کہ پیغام پہنچانا، لوگوں کو سمجھانا، ان کو اللہ کی طرف بلانا ہمارا فرض ہے، ان سے منوا لینا، ان سے قبول کروا لینا ہمارا فرض نہیں ہے۔ انفرادی سطح پر یہی معاملہ ہے کہ جو قبول نہیں کرتا کل اللہ کے ہاں جوابدہ ہوگا۔ لیکن اجتماعی سطح پر اللہ فرماتے ہیں: ﴿اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ ۭ﴾ (یوسف:40) ''اختیارِ مطلق تو صرف اللہ ہی کا ہے۔''

اللہ کے کلمہ کی سربلندی اور اللہ کے دین کو قائم کرنے کے لیے جدوجہد پہلے امام الانبیاء محمد رسول اللہ ﷺ کر رہے تھے، ختم نبوت کے بعد یہ اُمت کی ذمہ داری ہے۔ 1924ء میں خلافت کا رہا سہا نظام اگرچہ آئیڈیل نہیں رہا تھا لیکن اس کی صورت میں اُمت کو ایک مرکزیت حاصل تھی' وہ بھی ختم ہوگئی۔ اب اس کی طرف دوبارہ پیش قدمی کرنا اور نظام خلافت کے قیام ونفاذ کی جدوجہد کرنا اس اُمت پر قرض ہے۔

اجتماعی سطح پر اللہ اپنی حاکمیت کے سوا کسی اور کی حاکمیت کو ماننے کو تیار نہیں۔ اجتماعی سطح پر اللہ چاہتا ہے کہ اس کے کلمے کی سربلندی ہوتا کہ جو آزاد مرضی سے اسلام قبول کرنا چاہے اس کے لیے رکاوٹ نہ ہو اور جو اسلام

پریس ریلیز 03 فروری 2021ء

تعلیمی اداروں میں عربی زبان کی تدریس لازم قرار دینا انتہائی قابل تحسین ہے

شجاع الدین شیخ

تعلیمی اداروں میں عربی زبان کی تدریس لازم قرار دینا انتہائی قابل تحسین ہے۔ یہ بات تنظیم اسلامی کے امیر شجاع الدین شیخ نے ایک بیان میں کہی۔ اُنھوں نے کہا کہ اللہ کی آخری کتاب قرآنِ پاک اور اللہ کے رسول ﷺ کی زبان عربی ہے لہٰذا عربی سیکھنا ہر مسلمان کی بنیادی ضرورت ہے۔ اِس سے مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ کے فرمودات کو براہِ راست سمجھنے کی سہولت حاصل ہو جائے گی۔ اُنھوں نے کہا کہ نظریۂ پاکستان درحقیقت نظریۂ اسلام ہی ہے۔ علاوہ ازیں قراردادِ مقاصد کی منظوری سے اِس نظریہ کی عملی تعبیر کی سمت معین ہوگئی تھی لیکن بدقسمتی سے قوم کو ڈی ٹریک کر دیا گیا۔ اب بھی وقت ہے کہ تمام تر حکومتی ڈھانچہ اِسلام کی بنیاد پر اُستوار کیا جائے۔ اِس مقصد کے حصول کے لیے عربی کی تعلیم ہر سطح پر لازم ہونا ناگزیر ہے۔ اُنھوں نے کہا کہ سینٹ میں منظور شدہ بل کو اب قومی اسمبلی اور تمام صوبائی اسمبلیوں کو بھی منظور کرنا چاہیے۔ اُنھوں نے کہا کہ اٹھارویں ترمیم کے بعد چونکہ شعبہ تعلیم مکمل طور پر صوبائی حکومتوں کے ماتحت ہے لہٰذا صوبائی حکومتوں کو اِس حوالے سے زیادہ متحرک ہونے کی ضرورت ہے تاکہ منظور شدہ بل پر جلد از جلد عملدرآمد ہو سکے۔ اُنھوں نے کہا کہ اِس بل کی مخالفت کرنے والوں کو سمجھنا چاہیے کہ اہل پاکستان کی دُنیوی اور اُخروی نجات اِسلام کی سربلندی سے وابستہ ہے۔

(جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشر واشاعت، تنظیم اسلامی، پاکستان)

پر عمل کرنا چاہے اس پر نظام کا جبر باقی نہ رہے۔ یہی وجہ ہے کہ فتح مکہ کے موقع پر سورۃ النصر میں یہ آیات نازل ہوتی ہیں:

﴿اِذَا جَآءَ نَصۡرُ اللّٰہِ وَالۡفَتۡحُ ① وَرَاَیۡتَ النَّاسَ یَدۡخُلُوۡنَ فِیۡ دِیۡنِ اللّٰہِ اَفۡوَاجًا ②﴾ ''جب آ جائے مدد اللہ کی اور فتح نصیب ہو۔ اور آپؐ دیکھ لیں لوگوں کو داخل ہوتے ہوئے اللہ کے دین میں فوج در فوج۔''

اس سے پہلے تلوار اٹھی ہے، کفار کے سر قلم کیے گئے ہیں۔ جنگ بدر میں ستر کفار قتل ہوئے اور اس کے بعد بھی تقریباً 660 کفار قتل ہوئے ہیں۔ دوسری طرف 259 صحابہ کرامؓ نے اپنی جانیں اللہ کی راہ میں پیش کی ہیں۔ تب جا کر اللہ کا کلمہ سربلند ہوا ہے اور فتح مکہ کے بعد لوگ جوق در جوق اسلام میں داخل ہوئے۔ یہ وضاحت اس لیے ضروری ہے کہ عام طور پر ایک آیت پیش کی جاتی ہے کہ

﴿لَاۤ اِکۡرَاہَ فِی الدِّیۡنِ ۟ۙ﴾ (البقرۃ:256) ''دین میں کوئی جبر نہیں ہے۔''

لیکن یہ آیت انفرادی لحاظ سے ہے کہ کسی کو زبردستی مسلمان نہیں کیا جا سکتا لیکن اجتماعی سطح اللہ کا حکم ہے کہ دین کو نافذ کرو چاہے کفار کو ناگوار ہی کیوں نہ گزرے۔ ہم بار بار یہ باتیں کیوں دہراتے ہیں؟ اس لیے کہ اول تو قرآن نے باتوں کو بار بار دہرایا ہے۔ دوسری بات یہ کہ اللہ نے دہرانے کی تاکید کی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَّذَکِّرۡ فَاِنَّ الذِّکۡرٰی تَنۡفَعُ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ ﴿۵۵﴾﴾ (الذاریات) ''اور آپ تذکیر کرتے رہیے' کیونکہ یہ تذکیر اہل ایمان کے لیے بہت فائدہ مند ہے۔''

تیسری بات یہ کہ اگر باطل پرستوں کو باطل کی بات کہنے میں کوئی شرم وحیا نہیں، وہ صبح وشام باطل کا پرچار اور تبلیغ کر رہے ہیں تو حق والوں کو حق بیان کرنے میں جھجک کیوں ہو؟ پھر تو حق والوں کو حق بار بار بیان کرنا چاہیے۔ آج باطل کی طرف سے ہماری فکر وسوچ پر بھی ڈرون گرائے جا رہے ہیں۔ ایک ڈرون حملہ ہوتا ہے جس سے جسم ختم ہو جاتا ہے، ایک ڈرون حملہ ہماری فکر پر کیا جاتا ہے، ہماری اقدار پر کیا جاتا ہے، ہمارے عقیدوں پر کیا جاتا ہے، انسان کی آخرت برباد ہو جاتی ہے، پوری نسلیں برباد ہوتی ہیں۔ لہٰذا اگر باطل اس طرح ہم پر حملے کر رہا ہے تو ہمارا فرض بنتا ہے کہ ہم حق کو پروموٹ کریں۔ چنانچہ حق یہ ہے کہ انفرادی سطح پر انسان جو عقیدہ رکھنا چاہے وہ رکھ سکتا ہے لیکن اجتماعی سطح پر اللہ سبحانہ وتعالیٰ اپنے کلمہ کو سربلند دیکھنا چاہتا ہے چاہے اس کے لیے جنگ ہی کیوں نہ کرنی پڑے۔ قتال فی سبیل اللہ کی شرائط پوری ہوں گی تو قتال بھی کیا جائے گا۔ مگر اس کا ایک بڑا مقصد قرآن یہ بیان کرتا ہے کہ:

﴿وَقَاتِلُوۡہُمۡ حَتّٰی لَا تَکُوۡنَ فِتۡنَۃٌ وَّیَکُوۡنَ الدِّیۡنُ کُلُّہٗ لِلّٰہِ ۚ﴾ (الانفال: 39) ''اور (اے مسلمانو!) ان سے جنگ کرتے رہو یہاں تک کہ فتنہ (کفر) باقی نہ رہے اور دین کل کا کل اللہ ہی کا ہو جائے۔''

فتنہ آزمائش کو کہتے ہیں۔ فتنہ یہ بھی ہے کہ ایک بندہ اللہ کے دین کو قبول کرنا چاہے لیکن اس پر جبر ہو کہ قبول نہ کر سکے، ایک بندہ دین پر عمل کرنا چاہے لیکن اس پر جبر ہو اور عمل نہ کر پا رہا ہو۔ ایسے حالات کے خاتمے کے لیے یعنی اس مقصد کے لیے کہ دین پورا کا پورا اللہ کے لیے ہو جائے جنگ کرنا بھی جائز ہے۔ آج دنیا میں ساری جنگ نظام کے لیے ہی تو ہے۔ امریکہ نے نائن الیون کا ڈرامہ رچا کر افغانستان پر حملہ کیا اور پندرہ لاکھ شہید کر دیے۔ پھر کیمیائی ہتھیاروں کا ڈرامہ رچا کر عراق پر حملہ کیا اور دس لاکھ شہید کر دیے اور دنیا کی تمام باطل قوتوں نے امریکہ کو اس کی اجازت دے دی کہ جاؤ مسلمانوں کو اُڑا دو۔ آج اسرائیل بھی مسلمانوں کے ساتھ یہی کچھ کر رہا ہے۔ شام میں بمباری کر کے 57 شہید کر دیے۔ اگر ان ظالم اور جابروں کو دنیا میں ظلم کی اجازت ہے تو پھر نظام عدل وقسط کے لیے، ظلم کے خاتمے اور مظلوم کی دادرسی کے لیے اسلام جنگ کی اجازت کیوں نہیں دے گا؟ بلکہ اللہ کا دین تو حکم دیتا ہے، اس کو بیان کرنے میں مسلمان کو پریشانی کیا ہے؟ ہم کیوں معذرت خواہانہ رویہ اپناتے ہیں، کیوں جھجک محسوس کرتے ہیں کہ غیر ہمیں انتہا پسند اور بنیاد پرست کہیں گے۔ وہ کہتے رہیں۔ اگر ظالم یہ کہے کہ ظلم کے خاتمے کی کوشش کرنا، ناانصافی کے خلاف آواز اُٹھانا دہشت گردی ہے تو اس سے بڑی دہشت گردی اور کیا ہو گی؟ اس مقام پر جو فرمایا کہ: ''تو (اے نبی ﷺ!) چھوڑے رکھیے ان کو یہاں تک کہ وہ اپنے اس دن سے دوچار ہوں جس میں ان پر بجلی کی کڑک گرے گی۔'' (الطور:45) تو یاد رہے کہ یہ چھوڑ دینے کا معاملہ انفرادی سطح پر ہو گا لیکن اجتماعی سطح پر اگر ٹکراؤ کا معاملہ آئے گا تو پھر ظالموں کی گردنیں بھی اڑائی جائیں گی بشرطیکہ کہ قتال کا شرعی تقاضا ہو گا۔ محمد رسول اللہ ﷺ نے تلوار اٹھائی ہے اور آپ ﷺ کے تربیت یافتہ لوگوں نے کفار کی گردنیں اڑائی ہیں۔ ہمیں اصل اسلام رسول اللہ ﷺ کی سنت سے اور صحابہ کرامؓ کے عمل سے ملا ہے۔ وہاں تو یہی کچھ ہوا ہے۔ البتہ انفرادی سطح دعوت دینا لازم ہے، منوانا لازم نہیں ہے، جس کو حق کی طلب ہو گی وہ قبول کرلے گا اور جس کے اندر سرکشی ہو گی تو وہ آخرت میں جوابدہ ہو گا۔ اس لیے فرمایا:

''تو (اے نبی ﷺ!) چھوڑے رکھیے ان کو یہاں تک کہ وہ اپنے اس دن سے دوچار ہوں جس میں ان پر بجلی کی کڑک گرے گی۔'' (الطور:45)

بے شک قیامت اس پورے عالم کی موت ہو گی اور پورے عالم پر موت کب آئے گی اللہ بہتر جانتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿اِذَا السَّمَآءُ انۡفَطَرَتۡ ① وَاِذَا الۡکَوَاکِبُ انۡتَثَرَتۡ ② وَاِذَا الۡبِحَارُ فُجِّرَتۡ ③ وَاِذَا الۡقُبُوۡرُ بُعۡثِرَتۡ ④﴾ (انفطار) ''جب آسمان پھٹ جائے گا۔ اور جب تارے بکھر جائیں گے۔ اور جب سمندر پھاڑ دیے جائیں گے۔ اور جب قبریں تلپٹ کر دی جائیں گی۔''

وہ پوری دنیا کی موت ہو گی لیکن میری اور آپ کی قیامت تو ابھی آسکتی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((من مات فقد قیامته)) جو مر گیا اس کی تو قیامت واقع ہو گئی۔

موت بھی کوئی قیامت سے کم تو نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں موت کی سختی سے بچائے۔ امام الانبیاء ﷺ معصوم ہیں، خطاؤں سے پاک ہیں اور بقول شاعر

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

اللہ کے بعد سب سے بڑی ہستی آپ ﷺ کی ہے۔ لیکن آپ ﷺ اللہ کے حضور دعا فرماتے ہیں:

((اللّٰھم انی اعوذبک من سکرات الموت))

''اے اللہ! میں تیری پناہ میں آنا چاہتا ہوں موت کی سختیوں سے''۔

یہ محمد مصطفیٰ علیہ السلام فرما رہے ہیں جو الصادق والمصدوق ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿اِنۡ ہُوَ اِلَّا وَحۡیٌ یُّوۡحٰی ④ عَلَّمَہٗ شَدِیۡدُ الۡقُوٰی ⑤﴾ (النجم) ''یہ تو صرف وحی ہے جو ان کی طرف کی جاتی ہے۔ انہیں سکھایا ہے اُس نے جو زبردست

قوت والا ہے۔‘‘

اندازہ کیجیے کہ ہمارا کیا حال ہوگا جب موت کی وہ گھڑی آئے گی۔ کیا آج ہمیں موت یاد ہے، کیا ہم مرنے کو تیار ہیں۔ بہرحال جب انسان مرگیا تو گویا اس کے لیے قیامت واقع ہوگئی اور اس دن اسے اپنے ہر عمل کا حساب دینا ہوگا۔ آگے فرمایا:

﴿يَوْمَ لَا يُغْنِىْ عَنْهُمْ كَيْدُهُمْ شَيْئًا وَّلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ﴾ (الطور:46) ’’جس دن ان کی چالیں ان کے کسی کام نہ آسکیں گی اور نہ ہی ان کی کوئی مدد ہی ہوگی۔‘‘

بنیادی طور پر یہ روزِ محشر کی کیفیت بیان ہو رہی ہے کہ جہاں حق کا انکار کرنے والوں کے پاس کوئی آپشن نہیں ہوگا۔ تاہم دنیا میں بھی یہ ایمان والوں کے لیے بہت بڑی بشارت ہے۔ دنیا میں حق و باطل کا معرکہ سجا ہے کیونکہ دنیا تو آزمائش کا مقام ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿الَّذِىْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيٰوةَ لِيَبْلُوَكُمْ اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ﴾ (الملک:2) ’’جس نے موت اور زندگی کو پیدا کیا تاکہ تمہیں آزمائے کہ تم میں سے کون اچھے اعمال کرنے والا ہے۔‘‘

اللہ کے رسول ﷺ نے جمعہ کے دن سورۃ الکہف کی تلاوت کی ہمیں تلقین فرمائی ہے اور اس سورت میں اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے:

﴿اِنَّا جَعَلْنَا مَا عَلَى الْاَرْضِ زِيْنَةً لَّهَا لِنَبْلُوَهُمْ اَيُّهُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ﴾ ’’یقیناً ہم نے بنا دیا ہے جو کچھ زمین پر ہے اسے اس کا بناؤ سنگھار تاکہ انہیں ہم آزمائیں کہ ان میں کون بہتر ہے عمل میں۔‘‘

اسی طرح سورۃ الانبیاء میں ارشاد ہے:

﴿وَنَبْلُوْكُمْ بِالشَّرِّ وَالْخَيْرِ فِتْنَةً ؕ وَاِلَيْنَا تُرْجَعُوْنَ ﴾ (الصف) ’’اور ہم آزماتے رہتے ہیں تم لوگوں کو شر اور خیر کے ذریعے سے۔ اور تم سب لوگ ہماری ہی طرف لوٹا دیے جاؤ گے۔‘‘

آج کفار اور دین کے دشمن جو سازشیں کر رہے ہیں اور جو چالیں چل رہے ہیں یہ بالآخر ناکام ہوں گی۔ آخرت میں تو ان کے لیے ہے ہی ناکامی لیکن وہ دنیا میں بھی ناکام ہوں گے۔ قرآن کہتا ہے:

﴿يُرِيْدُوْنَ لِيُطْفِـُٔوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ﴾ (الصف)

’’وہ تلے ہوئے ہیں کہ اللہ کے نور کو اپنے منہ (کی پھونکوں) سے بجھا کر رہیں گے اور اللہ اپنے نور کا اتمام فرما کر رہے گا‘ خواہ یہ کافروں کو کتنا ہی ناگوار ہو۔‘‘

یہ دین غالب ہونے کے لیے آیا ہے، یہ غالب ہو کر رہے گا۔ قیامت سے قبل تو پوری زمین پر غالب ہوگا۔ کفار جتنی چاہیں سازشیں کر لیں بالآخر قیامت تو برپا ہونی ہے اور ان کی چالیں اور ان کی سازشیں کچھ کام نہیں آئیں گی اور ان کو کوئی مدد نہ مل سکے گی۔ وہاں جو ایمان کی دولت لے کر آئے گا، جو اللہ کے رسول ﷺ کی اطاعت کی روش کو لے کر آئے گا، جو ایمان کے تقاضوں پر عمل کی محنت کو لے کر آئے گا وہ اللہ تعالیٰ کے عرش کے سائے میں بھی ہوگا، اللہ تعالیٰ کی رحمت میں ہوگا۔ لیکن جو کفر کی روش پر اڑا رہا، دین کی مخالفت کرتا رہا، دین سے دشمنی نبھاتا رہا ہے، اس کے خلاف سازشیں کرتا رہا اس کو کوئی مدد نہیں ملے گی اور نہ اس کی کوئی چال اس کے کام آئے گی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں موت کا، قیامت کے دن پیش ہونے کا یقین عطا فرمائے اور حق و باطل کا جو معرکہ سجا ہوا ہے اس میں ہمیں حق کے پلڑے میں حصہ ڈالنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

ضرورتِ رشتہ

☆ آرائیں فیملی کو اپنی بیٹیوں، عمر 23 سال، تعلیم BCS (بائیوٹیکنالوجی) اور عمر 21 سال، تعلیم BS (سائیکالوجی) کے لیے دینی مزاج کے حامل برسرروزگار لڑکوں کے رشتے درکار ہیں۔

برائے رابطہ: 0324-7737302

☆ لاہور میں مقیم راجپوت فیملی کو اپنے بیٹے، عمر 30 سال تعلیم الیکٹریکل انجینئرنگ، سرکاری ملازمت کے لیے دینی مزاج کی حامل لڑکی کا رشتہ درکار ہے۔

برائے رابطہ: 0333-4177448

☆ جٹ فیملی کو اپنے بیٹے، عمر 40 سال، تعلیم ایم بی بی ایس، ذاتی کلینک کو عقد ثانی (پہلی بیوی سے بوجہ علیحدگی، بچہ کوئی نہیں) کے لیے دینی مزاج کی حامل لڑکی کا رشتہ درکار ہے۔

برائے رابطہ: 0341-4449567

☆ لڑکا، عمر 39 سال، تعلیم ایم بی اے، ذاتی کاروبار کے لیے دینی مزاج کی حامل لڑکی کا رشتہ درکار ہے۔

برائے رابطہ: 0321-6669997

امیر تنظیم اسلامی کی چیدہ چیدہ مصروفیات

(21 تا 27 جنوری 2021ء)

جمعرات (21 جنوری 2021ء) کو دارالاسلام مرکز تنظیم اسلامی میں مرکزی اُسرہ کے اجتماع میں شرکت کی۔ اسی روز کراچی واپسی ہوئی۔

جمعہ (22 جنوری 2021ء) کو جامع مسجد شادمان کراچی میں اجتماع جمعہ سے خطاب کیا۔ بعد نماز عصر ایک نکاح پڑھایا۔ محترم عبداللہ مجید نے انجینئر مختار حسین فاروقی کے لیے عشائیے کا اہتمام کیا تھا اس میں شرکت کی۔

ہفتہ (23 جنوری 2021ء) کو قرآن اکیڈمی ڈیفنس میں مدرسین ریفریشر کورس میں خطاب کیا۔ رات تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ شرکاء سے ملاقات اور سوال و جواب کا سیشن ہوا۔

اتوار (24 جنوری 2021ء) کو معمول کی مصروفیات رہیں۔

پیر (25 جنوری 2021ء) کو محترمہ ساس صاحبہ کا انتقال ہوا، ان کی تجہیز و تکفین کی مصروفیات رہیں۔ (اس موقع پر مرکزی اسرہ میں مرحومہ کے لیے دعائے مغفرت کی گئی)

منگل اور بدھ (26، 27 جنوری 2021ء) کو معمول کی مصروفیات رہیں۔ نائب امیر سے تنظیمی امور کے متعلق آن لائن رابطہ رہا۔

10

حضورِ حق _ 2 _ (IX)

غلامم جز رضائے تو نجویم
جز آں راہے کہ فرمودی نہ پویم
ولیکن گر بہ ایں ناداں بگوئی
خرے را اسب تازی گو ، نہ گویم!

ترجمہ اے اللہ! میں تیرا غلام ہوں❶ اور (وفاداری کے تقاضے کے عین مطابق) مجھے تیری خوشنودی کے علاوہ کسی چیز کی تلاش نہیں ہے۔ میں تیری رضا پر راضی رہتا ہوں اور جدھر تو چاہتا ہے اس راستے کے علاوہ میں ہرگز نہیں چلتا۔ لیکن اے میرے اللہ! اگر تو بھی مجھ سے تقاضا کرے اور مجھ نادان سے یہ چاہے کہ کسی گدھے کو عربی گھوڑا کہنے پر تیار ہو جاؤں تو یہ میں ہرگز نہیں کہہ سکتا (معذرت خواہ ہوں)۔

تشریح اس شعر میں حضورِ حق عنوان کے تحت درج ہونے کی وجہ سے بظاہر 'خطاب' اور عرض اللہ تعالیٰ کے حضور ہے مگر ___ اہل علم جانتے ہیں کہ شعر وسخن کی دنیا میں یہ اسلوب معروف ہے کہ کسی متکلم شاعر کا بظاہر روئے سخن ایک طرف نظر آتا ہے مگر اس سے مراد کسی اور کو لے رہا ہوتا ہے۔ فارسی ہی کا مشہور شعر ہے

خوشتر آں باشد کہ سرّ دلبراں
گفتہ آید در حدیث دیگراں

اس طرزِ کلام کی کئی مثالیں کلام اللہ یعنی قرآن پاک میں بھی موجود ہیں۔

یہاں شاعر بظاہر اللہ تعالیٰ سے اپنی عاجزی اور بندگی کے لوازم ومقتضیات کو تسلیم کرتے ہوئے بات کر رہا ہے مگر مغربی استعمار کا جبر جس انداز میں ان کے ساتھ رویہ رکھے ہوئے تھا وہ انہیں کو پتہ ہے اگرچہ 'اقبالی' حضرات بھی اس راز سے کماحقہ آگاہ نہیں ہیں❷۔ شاعر بالفاظِ دیگر فرعونی مزاج استعمار اور اس کے کارندوں تک یہ پیغام پہنچا رہے ہیں کہ ٹھیک ہے کہ ہم مسلمان اس وقت بے دست وپا ہیں اور محکوم ومجبور غلام ہیں مگر اس کا یہ مطلب بھی نہیں ہے کہ جو مغرب کہے وہ 'وحی' آسمانی ہوگی بلکہ جو بات حق ہے وہ ہم کہتے رہیں گے چاہے استعمار کو اچھی لگے یا بری۔ سب سے بڑی یہی بات ہے کہ ہم اس استعمار سے آزادی چاہتے ہیں اور مسلمانوں کو اس کام کے لیے جاگنا چاہیے۔

❶ یہ الفاظ بندے اور رب کے تعلق کو ظاہر کرنے کے لیے ایک حدیث میں وارد ہیں جو آپ ﷺ کی ایک دعا ہے۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ عَبْدُکَ ...... (مسند احمد)

❷ اس بات کا صحیح اندازہ 'علامہ اقبال کی آخری خواہش' از حافظ عاکف سعید، مطبوعہ قرآن اکیڈمی لاہور، کے مطالعہ سے ہو سکتا ہے۔

حضورِ حق _ 3 _ (I)

دلے در سینہ دارم بے سرورے
نہ سوزے در کفِ خاکم ، نہ نورے
بگیر از من کہ بر من بارِ دوش است
ثوابِ ایں نمازِ بے حضورے!

ترجمہ اے اللہ! میرے سینے میں دل ہے (مگر وہ صرف ایک گوشت کا لوتھڑا ہے) ایسا دل جس میں اللہ کی محبت کی کرن اور نور ہو، وہ نہیں۔ دل میں نور ہو تو ضمیر زندہ ہوتا ہے، روح بیدار ہوتی ہے خودی زندہ ہوتی ہے (آج اُمت مسلمہ کا مجموعی طور پر یہی حال ہے کہ دل بے سرور اور بے ذوق ہے مٹی کے میرے وجود میں نہ سوز ہے نہ نور ہے۔ اے میرے رب! میری نمازوں کا ثواب کیا ملے گا (ان نمازوں کا ثواب کماحقہ نہیں ہوگا) ہم مسلمانوں کو اپنی بے حضوری کی نمازوں کا ثواب بوجھ لگتا ہے اللہ تو ثواب اپنے پاس رکھ (ہمیں ایسی نمازیں کافی ہیں)

تشریح اے اللہ! (جنوبی ایشیا میں دو صدیوں کی غلامی کے نتیجے میں) اُمت مسلمہ کے عظیم حصے میں، نہ سینہ میں زندہ دل ہے نہ خودی بیدار ہے۔ مغربی تعلیم کے نتیجے میں مسلمان اپنی روایات چھوڑ کر مغربی طرز بود وباش (LIFE STYLE) اختیار کرتے جا رہے ہیں جس سے نہ وہ جذبے ہیں نہ نمازوں میں دل کا سرور ہے اور نہ آنکھوں کی ٹھنڈک باقی ہے نہ سوز ہے نہ اجتماعی مسائل اور غلام ہو جانے اور اسلام کے اجتماعی نظام نظامِ خلافت کے ختم ہو جانے کے بعد دوبارہ بحالی کا جذبہ ہے اور نہ واضح راستہ۔ امت کے کچھ غرباء ابھی مسجدیں آباد کیے ہوئے ہیں تو نمازوں کی کیفیت ﴿اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ﴾ (العنکبوت:45) ''بے شک نماز بے حیائی اور غلط کاموں سے روکتی ہے'' سے خالی ہے۔ ایسی نمازوں کا نہ اس درجے ثواب ہے اور نہ مسلمان ڈھیروں ثواب کا خواہشمند ہے کہ اس کو کندھے کا بوجھ سمجھتا ہے۔ آج کا تعلیم یافتہ مسلمان قرآن مجید کو سمجھ کر پڑھنے سے گریزاں ہے کہ سمجھیں گے تو عمل کرنا پڑے گا۔ ایسے حال میں اُمت مسلمہ کا مستقبل مخدوش ہے اور تیری رحمت کا منتظر ہے اور تو ہی اس بگڑی ہوئی اُمت کے حالات کو واپس TRACK پر لا سکتا ہے۔ ہمارے پاس تو صرف دُعا کا ہی ایک اسلحہ ہے جو راتوں کو جاگنے والے مسلمان کر رہے ہیں۔ آغا کاشمیری نے کہا تھا:

اے دعا جا عرض کر عرشِ الٰہی تھام کے
اے خدا اب پھیر دے رُخ گردشِ ایام کے

امیر تنظیم اسلامی جناب شجاع الدین شیخ کا ہدیٰ ڈائجسٹ کے لیے خصوصی انٹرویو

انٹرویو: وسیم احمد باجوہ

خلافت راشدہ کا نظام اتنا بہترین اور عمدہ نظام حکومت اور خدمت ہے کہ جب تک مسلمانوں نے اسے اپنائے رکھا انہیں ہر فیلڈ آف لائف میں عروج ملا۔ گویا تھمتا نہ تھا کسی سے سیل رواں ہمارا۔ پھر خلافت کے خاتمے کے بعد اگر دنیا میں رائج نظام ہائے حکومت کا جائزہ لیں تو ہمیں ان تمام رائج نظاموں کا Inner core بھی اسلامی اور قرآنی نظر آتا ہے۔ نظام خلافت آج بھی مسلمانانِ عالم کا وہ دیرینہ خواب ہے جس کی عالمی سطح پر قیام کی بشارت صادق المصدوق نبی کریم ﷺ نے اپنی احادیث مبارکہ میں دی ہے۔ دورِ حاضر میں نظام خلافت کیسا ہوگا؟ اس کے قیام کا طریقہ کار کیا ہوگا؟ اور یہ کب تک قائم ہوگا؟ نظام خلافت کے بارے میں ان تمام تفصیلات سے آگاہی حاصل کرنے کے لیے وسیم احمد باجوہ نے ہدیٰ ڈائجسٹ کے اس اسپیشل ایڈیشن کے لیے امیر تنظیم اسلامی پاکستان محترم شجاع الدین شیخ حفظہ اللہ سے خصوصی انٹرویو کیا جو نذرِ قارئین ہے۔

سوال: قرآن وحدیث کی رو سے کیا ہمیں قیام نظام خلافت کے احکامات اور راہنمائی ملتی ہے؟

جواب: خلافت کا تصور اتنا ہی پرانا ہے جتنا انسان کا تصور پرانا ہے اور جتنا نبوت کا تصور پرانا ہے۔ ان تینوں باتوں کو اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام میں جمع فرما دیا تھا۔ وہ پہلے انسان ہیں، پہلے نبی بھی اور پہلے خلیفہ بھی۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

''اور یاد کرو جبکہ کہا تھا تمہارے رب نے فرشتوں سے کہ میں بنانے والا ہوں زمین میں ایک خلیفہ۔''

لہٰذا جتنی انسان کی تاریخ پرانی ہے اتنی نبوت کی تاریخ پرانی ہے، اتنی ہی خلافت کی تاریخ پرانی ہے۔ پہلے انبیاء خلیفہ ہوتے تھے۔ جیسا کہ بنی اسرائیل کے تمام انبیاء بھی خلیفہ ہوا کرتے تھے۔ قرآن میں ہے کہ:

''(ہم نے کہا) اے داؤد! ہم نے تمہیں زمین میں خلیفہ بنایا ہے۔'' (ص:26)

اسی طرح نبی اکرم ﷺ نے بھی فرمایا کہ بنی اسرائیل کے انبیاء خلفاء ہوا کرتے تھے اور وہ خلافت کا عمل انجام دیا کرتے تھے۔ ایک نبی فوت ہوتے تو دوسرے نبی آجاتے تا آنکہ امام الانبیاء محمد مصطفیٰ ﷺ آئے اور اس وقت اللہ نے ختم نبوت کا اعلان فرما دیا۔ ختم نبوت کے بعد نبوت کی یہ ذمہ داری اجتماعی طور پر امت کے کندھوں پر آگئی تو اب خلافت کا معاملہ بھی اجتماعی ہوگیا۔ نبی اکرم ﷺ نے اس حوالے سے اپنی احادیث میں بڑی ترغیب وتشویق دلائی۔ چنانچہ قرآن وحدیث سے نظام خلافت کے واضح احکامات ملتے ہیں۔ ہمارے اسلاف میں سے اہل علم حضرات (امام ابن تیمیہ، شاہ ولی اللہؒ وغیرہ) نے خلافت کی جو تعریف بیان فرمائی ہے وہ یہی ہے کہ ختم نبوت کے بعد نبی اکرم ﷺ کی نیابت کرنا، یعنی ان تمام امور کو انجام دینا جو حضور ﷺ انجام دیتے تھے۔ نبی مکرم ﷺ نے عبادت، معاملات، اخلاقیات کا بھی درس دیا، پھر آپ ﷺ نے معاشرت، معیشت، سیاست، عدالت، ریاست اور خارجہ امور تک کی نہ صرف راہنمائی عطا کی بلکہ ایک نظام قائم کر کے اس کی ایک عملی شکل بھی پیش کی۔ ختم نبوت کے بعد اب ان تمام امور کو انجام دینے کے لیے اجتماعی طور پر جو نظام قائم ہوگا اسی کو نظام خلافت کہتے ہیں اور اب یہ ذمہ داری اجتماعی طور پر امت مسلمہ کے کندھوں پر ہے۔ اجتماعی خلافت کے حوالے سے قرآن مجید میں ایک آیت ہے جس کو آیت استخلاف کہتے ہیں۔ قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے:

''اللہ کا وعدہ ہے تم میں سے ان لوگوں کے ساتھ جو ایمان لائیں اور نیک عمل کریں کہ وہ ضرور انہیں زمین میں خلافت (غلبہ) عطا کرے گا۔'' (النور:55)

ایک حدیث میں نبی اکرم ﷺ نے اس امت کے پانچ ادوار کا ذکر فرمایا۔ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''دورِ نبوت تم میں اس وقت تک قائم رہے گا جب تک اللہ چاہے گا، پھر جب وہ اس کو ختم کرنا چاہے گا تو اس کو ختم کردے گا پھر نبوت کی طرز پر خلافت کا دور ہوگا، پھر وہ دور رہے گا جب تک اللہ تعالیٰ چاہے گا، پھر وہ اس کو ختم کردے گا جب وہ اس کو ختم کرنا چاہے گا۔ پھر کاٹ کھانے والی بادشاہت ہوگی۔ وہ دور بھی اس وقت تک رہے گا جب تک اللہ چاہے گا، پھر جب وہ اس کو ختم کرنا چاہے گا تو ختم کردے گا۔ پھر جبر کی فرماں روائی ہوگی وہ رہے گی جب تک اللہ چاہے گا، پھر وہ اس کو ختم کردے گا جب وہ اسے ختم کرنا چاہے گا۔ پھر نبوت کے طرز پر دوبارہ خلافت قائم ہوگی۔'' (مسند احمد)

یہ اس امت کے پانچ ادوار کا ذکر ہے جس میں آخری دور کے بارے میں حضور ﷺ بشارت دے رہے ہیں کہ اس میں نبوی طریقے کے مطابق خلافت کا نظام قائم ہوگا جو ابھی دنیا میں ہونا باقی ہے اور قیامت سے پہلے ہوگا۔ ان شاء اللہ!

اسی طرح حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

''اللہ نے مجھے پوری زمین کو لپیٹ کر دکھا دیا (یا سکیڑ کر) دکھا دیا۔ چنانچہ میں نے اس کے سارے مشرق بھی دیکھ لیے اور تمام مغرب بھی۔ اور یقین رکھو کہ میری امت کی حکومت ان تمام علاقوں پر قائم ہو کر رہے گی جو مجھے لپیٹ کر (یا سکیڑ کر) دکھائے گئے۔'' (صحیح مسلم)

اس روایت کے مطابق حضور ﷺ گلوبل خلافت کی بشارت دے رہے ہیں۔ حضرت مقداد بن الاسود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

''دنیا میں نہ کوئی اینٹ گارے کا بنا ہوا گھر باقی رہے گا نہ کمبلوں کا بنا ہوا خیمہ جس میں اللہ اسلام کو داخل نہیں کردے گا، خواہ عزت والے کے اعزاز کے ساتھ خواہ کسی مغلوب کی مغلوبیت کی صورت میں۔ (یعنی) یا لوگ اسلام قبول کر کے خود بھی عزت کے مستحق بن جائیں گے یا اسلام کی بالادستی تسلیم کر کے اس کی فرماں برداری قبول کرنے پر مجبور ہو جائیں گے۔''

یہ وہ بشارات ہیں جو رسول اللہ ﷺ نے ہمیں دی ہیں۔ بظاہر اس وقت کے حالات کو دیکھ کر مایوسی طاری ہوتی ہے لیکن جب ہم ان احادیث کو سامنے رکھتے ہیں تو مایوسی کے بادل چھٹ جاتے ہیں۔

سوال: آج کی جدید دنیا میں جمہوریت ہی کو مقبول ترین

طرزِ حکومت تصور کیا جاتا ہے۔ آپ کے خیال میں جمہوریت اور خلافت میں کوئی فرق ہے۔ اگر ہے تو وہ کیا ہے؟

جواب: جمہوریت کا تصور خلافت کے تصور کے بالکل برعکس ہے۔ جمہوری نظام میں اصل معیار انسانی عقل ہے کہ انسان مل کر کچھ لوگوں کو منتخب کر لیں اور وہ اپنی عقل کے مطابق جو چاہیں فیصلے کریں، چاہے وہ فیصلہ خالق کائنات کے احکامات کے خلاف ہی کیوں نہ ہو۔ چاہے برطانیہ میں تالیوں کی گونج میں ممبر آف پارلیمنٹ ہم جنس پرستی کو قانوناً جائز ہی قرار کیوں نہ دے دیں جو کہ الہامی شریعت کے صریح خلاف ہے۔ لیکن اکثریت کا فیصلہ سمجھ کر اس کو تسلیم کر لیا جائے گا۔ اگر لوگوں کو شراب اچھی لگتی ہے تو شراب کو لیگلائز کر دیں۔ امریکہ میں قانون پاس ہوا تھا کہ شراب پر پابندی لگائی جائے کیونکہ اس کے نقصان زیادہ ہیں۔ لیکن جتنی شراب اس قانون کے نافذ ہونے کے بعد پی گئی، اتنی پہلے کبھی نہیں پی گئی۔ چنانچہ کچھ عرصے کے بعد انہوں نے وہ قانون واپس لے لیا کیونکہ لوگوں نے کہا کہ چھوٹتی نہیں یہ ظالم منہ کو لگی۔ اصل سمجھنے کی بات یہ ہے کہ انسان عمومی اعتبار سے پابند ہونا پسند نہیں کرتا۔ اس لحاظ سے آج کے دور میں اجتماعی شعور جس سطح پر پہنچ چکا ہے اس کو جمہوریت کا تصور ہی اپیل کرتا ہے۔ جیسے ابراہم لنکن نے کہا تھا کہ: Government of the people,for the people and by the people.

کہ لوگ مل کر اپنے نمائندے حکومت میں بٹھا دیں اور پھر وہ جو چاہیں فیصلے کریں چاہے وہ خالق کائنات کی مرضی کے خلاف ہی کیوں نہ ہوں۔ جبکہ انسان کا اصل امتحان اسی میں ہے کہ وہ اپنی مرضی کو خالق کی مرضی کے تابع کر دے اور اسی کا نام مجاہدہ و جہاد ہے۔ خلافت کا تصور یہ ہے کہ ہم اللہ کے بندے ہیں، ہم اس کے نمائندے ہیں اور ہم اپنی مرضی نہیں چلائیں گے بلکہ اپنی مرضی کو اپنے خالق اور مالک کے تابع کریں گے۔ قرآن میں ارشاد ہے:

﴿اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ ؕ﴾ (یوسف:40)

''اللہ کیلئے کے سوا کسی کا حکم نہیں''

نظام خلافت میں افراد زندگی کے انفرادی اور اجتماعی معاملات کو اپنی مرضی سے نہیں بلکہ خالق کائنات کی مرضی سے manage کرتے ہیں۔ یعنی کتاب وسنت کے مطابق اپنے معاملات کو چلانے کی کوشش کرتے ہیں جبکہ جمہوریت اس کے برعکس ہے۔ لہٰذا موجودہ جمہوریت کے تصور اور خلافت کے تصور میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔

سوال: تنظیم اسلامی کے پیش نظر نظام خلافت کا طریقہ کار کیا ہے؟

جواب: یہ بہت عملی سوال ہے۔ پہلی بات یہ ہے کہ ہمارے ہاں اس وقت جو معروف تصور پایا جاتا ہے کہ انتخابی سیاست کے میدان میں اتر کر نظام کو بدلنے کی کوشش کی جائے، تنظیم اسلامی کا یہ تصور نہیں ہے۔ کیونکہ ہم موجودہ اسلامی ممالک اور بالخصوص پاکستان کے تناظر میں یہ سمجھتے ہیں کہ یہاں انتخابی راستے سے خلافت یا شریعت کا نظام نہیں آ سکتا۔ کیونکہ 73 سالہ تاریخ اس کی شاہد ہے۔ پھر انتخابی سیاست سے افراد بدلتے ہیں نظام نہیں بدلتا۔ نظام بدلنے کے لیے انقلابی راستہ اختیار کرنا پڑتا ہے۔ اسی طرح ایک راستہ بلٹ کا راستہ ہے یعنی ہتھیار اٹھا لیے جائیں۔ یقیناً محمد رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں قتال فی سبیل اللہ کا مرحلہ ہمیں نظر آتا ہے لیکن موجودہ دور میں اور رسول اللہ ﷺ کے دور میں بنیادی فرق یہ ہے کہ آپ ﷺ کے دور میں مخالفین اہل کفار تھے، آج مسلم حکمران اور لوگ کلمہ گو مد مقابل ہیں۔ کلمہ گو افراد کے مقابلے میں ہتھیار اٹھانا یعنی خروج موزوں نہیں ہے۔ چنانچہ اس اعتبار سے مسلم معاشروں میں یہ ممکن نہیں ہے کہ ہتھیار اٹھائے جائیں کیونکہ فقہاء نے اس حوالے سے بڑی کڑی شرائط رکھی ہوئی ہیں۔ چنانچہ یہاں بیلٹ اور بلٹ دونوں راستے موزوں دکھائی نہیں دیتے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ ایک پرامن اور منظم تحریک شریعت کے احکام کے نفاذ کے لیے برپا کی جائے۔ اس حوالے سے استاد محترم ڈاکٹر اسرار احمدؒ نے بہت تفصیلاً کلام فرمایا ہے۔ اس حوالے سے ان کے 1982ء کے خطبات جمعہ بہت معروف ہیں جو آج ''منہج انقلاب نبویؐ'' کتاب کی صورت میں موجود ہیں۔ پھر ان کا خلاصہ ''رسول انقلاب کا طریق انقلاب'' نامی کتاب میں بھی موجود ہے۔ ڈاکٹر صاحب کے مطابق آج اگر ہم نے خلافت کا نظام قائم کرنا ہے تو امام الانبیاء ﷺ کے طریقہ کار کو سامنے رکھنا ہوگا۔ آپ ﷺ کی حیات کے دو بڑے ادوار ہیں۔ مکی دور میں حضور ﷺ نے ایک انقلابی جماعت کو تیار کیا۔ اس دور میں انقلاب نبوی ﷺ کے چار مراحل ہم دیکھتے ہیں۔ ایک قرآن کریم کے ذریعے انقلابی دعوت: دعوت توحید۔ (2) جو لوگ اس دعوت کو قبول کریں انہیں منظم کرنا، (3) ان کی تربیت کرنا اللہ والا بنانا اور (4) جب تک اتنی معتد بہ تعداد نہ ہو کہ باطل نظام کو چیلنج کیا جا سکے تب تک باطل نظام کی طرف سے جو بیتے اس کو برداشت کیا جائے۔ یعنی دعوت، تنظیم، تربیت اور صبر محض: یہ چار کام حضور ﷺ نے مکہ میں بیک وقت کیے۔ اس کے بعد ہجرت کا مرحلہ آتا ہے اور اس کے بعد مدنی دور کا آغاز ہوتا ہے۔ ہجرت کے سفر کے دوران قتال کی اجازت نازل ہوتی ہے اور پھر مدینہ پہنچنے کے بعد قتال کے احکامات ملتے ہیں۔ چنانچہ پھر مسلح تصادم کے مراحل کا آغاز ہوا۔ جنگ بدر، جنگ احد، جنگ احزاب اور فتح مکہ کے بعد اللہ کا دین غالب ہوا۔ اسی طرح آج بھی ہم نے قرآن کے ذریعے دعوت دینی ہے اور جو اس دعوت کو قبول کریں ان کو منظم کرنا یعنی ایک منظم جماعت بنانا، ان کی تربیت کرنا، اللہ والا بنانا، جو مصائب آئیں ان کو جھیلنا، برداشت کرنا اور پھر مناسب موقع پر وقت کے نظام کو چیلنج کرنا، یہاں تک یہ سب منہج انقلاب نبوی ﷺ کے مطابق ہوگا۔ لیکن جب تصادم کا مرحلہ آئے تو مسلمان حکمرانوں اور افواج کے ساتھ جنگ کرنا موزوں نہیں ہے۔ جماعت کے افراد جان دینے کے لیے تیار ہوں مگر جان لینے کی بات نہ کی جائے۔ چنانچہ ہم منظم ہو کر احکامات شریعہ کے نفاذ کا مطالبہ لے کر کھڑے ہو سکتے ہیں اور اگر واقعتاً جماعت منظم ہے اور اس نے تیاری کی ہوئی ہے تو یقیناً اس کے سامنے وقت کے حکمرانوں کو گھٹنے ٹیکنے پڑیں گے۔

سوال: دنیا بھر میں حکومتوں کی تبدیلی بیلٹ یا بلٹ کے ذریعے ہی ہوتی ہے۔ ان حالات میں آپ کے تجویز کردہ طریقہ کار کی دنیا میں کوئی مثال موجود ہے؟

جواب: بیلٹ اور بلٹ کے ذریعے حکومتوں کی تبدیلی کی مثالیں دنیا میں موجود ہیں۔ ایسٹرن یورپ اور دیگر ممالک میں عوامی پریشر کے ذریعے حکومتوں کو جانا پڑا۔ ایران میں بھی عوامی پریشر کے ذریعے ہی ڈھائی ہزار سالہ بادشاہت کا خاتمہ ہوا۔ البتہ یہ حکومتوں کی تبدیلی ہے، حکومتوں کی تبدیلی تو ہوتی رہتی ہے۔ اصل بات ہے نظام کی تبدیلی۔ آج ہمارے سیاستدان بھی رو رہے ہیں کہ چہرے بدلو۔ چہرے تو بدلتے چلے جا رہے ہیں لیکن نظام نہیں بدلتا۔ تنظیم اسلامی نظام کی تبدیلی کی بات کر رہی ہے جو ذرا بڑا تصور ہے لیکن اس کے لیے یہ مرحلہ کہ جن کے ہاتھوں میں حکمرانی ہے ان کا ہٹنا یا ان کو مجبور کرنا کہ وہ شریعت کو نافذ کریں اس کے لیے پرامن، منظم اور مطالباتی تحریک ہم تجویز کر رہے ہیں۔ یعنی وہ نظام جو محمد رسول اللہ ﷺ عطا کر گئے عہد حاضر میں اس کے برگ وبار انسانیت کے سامنے پیش کرنا ایک انقلابی جدوجہد

کے ذریعے ہی ممکن ہے۔

سوال: تنظیم اسلامی کا تصور خلافت حزب التحریر اور داعش کی خلافت کے نظریات سے کتنا مختلف ہے؟

جواب: کچھ عرصہ پہلے ایک جرنلسٹ خاتون نے کہا تھا کہ تنظیم اسلامی کا معاملہ کوئی ڈھکا چھپا نہیں ہے۔یعنی ہمارا تصور خلافت کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں ہے کیونکہ ہماری ویب سائٹس اور تمام مطبوعات میں ہمارا پورا فکری مواد موجود ہے۔اس میں کوئی شک نہیں کہ حزب التحریر بھی خلافت کی بات کرتی ہے لیکن اصل مسئلہ طریقۂ کار کا ہے۔ خلافت کو قائم کرنے کے لیے طریقۂ کار میں فرق ہوتا ہے ورنہ خلافت کی بات تو عوام الناس میں کچھ لوگ کر دیتے ہیں۔حزب تحریر کا طریقہ کار کے حوالے سے خیال یہ ہے کہ مسلم ممالک میں جو پاور سنٹرز ہیں،یعنی کہیں فوج طاقتور ہے اور کہیں بادشاہت کے اندر شہزادے طاقتور ہیں' ان کے اندر اپنے کچھ انقلابی پیدا کر لیں تو نظام قائم ہو جائے گا۔جبکہ ہم کہتے ہیں کہ حضور ﷺ کی دعوت تمام لوگوں کے لیے تھی نہ کہ صرف پاور سنٹر کے لوگوں کو دعوت دی ہو اور صرف ان کو ہی اپنی جدوجہد کے اندر شامل کرنا چاہا ہو۔ پھر حزب التحریر کے افراد کا خیال ہے کہ جب نظام ٹھیک ہوگا تو پھر ہم انفرادی سطح پر محنت کریں گے۔یعنی ان کے نزدیک انفرادی سطح پر احکامات کی پاسداری کے حوالے سے زیادہ توجہ نہیں دی جاتی۔وہ کہتے ہیں بس نظام ٹھیک ہو جائے۔جبکہ ہم کہتے ہیں کہ دین کا اول مخاطب فرد ہے، وہ پورے دین پر عمل پیرا ہو کیونکہ اس نے اقامت دین کی جدوجہد کرنی ہے۔تیسرا اختلاف یہ ہے کہ حزب التحریر کے نزدیک حضور ﷺ نے ہجرت فرمائی اور اسلامی نظام قائم ہوگیا۔جبکہ ہم کہتے ہیں کہ اصل اسلامی حکومت فتح مکہ کے بعد قائم ہوئی ۔کیونکہ ہجرت کے بعد تک تو شریعت کے بہت سارے احکامات نازل ہی نہیں ہوئے تھے تو شریعت قائم کہاں ہوئی تھی؟ اس وقت یہود مدینہ میں باقاعدہ فیصلے کرتے تھے۔ہجرت کے بعد یہودیوں کے ساتھ معاہدے کے باوجود یہودی اسی طرح فیصلے کرتے رہے۔ جہاں تک داعش کا معاملہ ہے تو اس کی بڑی دلچسپ صورت حال ہے کہ ٹرمپ خود نے آ کر اعلان کر ڈالا کہ داعش تو اوبامہ کے دور میں امریکہ نے بنائی تھی۔اب گھر کا بھیدی بتا رہا ہے تو اس پر کیا تبصرہ کیا جائے۔ پھر داعش کا مرکز عراق تھا، عجیب اتفاق ہے کہ داعش کے حملے پوری دنیا میں ہو رہے ہیں لیکن ساتھ اسرائیل میں کوئی دھماکہ نہیں ہو رہا۔ پھر کہا جا رہا ہے کہ داعش افغانستان میں طالبان کے خلاف مقابلے میں آ رہی ہے۔ لہٰذا داعش کا معاملہ گھمبیر ہے کہ ان کے معاملات تو سلجھتے ہوئے نظر نہیں آتے لہٰذا اس کے بارے میں زیادہ بات کرنے کی ضرورت نہیں ہے

سوال: آپ کیا سمجھتے ہیں کہ 2023ء میں طیب اردگان ترکی سے خلافت کے احیاء کا اعلان کرنے جا رہے ہیں؟

جواب: طیب اردگان اور ان کی جماعت کی محنتوں کو ہم بڑی قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ہمیں ان کو یہ کریڈٹ دینا چاہیے کہ کس طرح کمال اتاترک کے غیر اسلامی اقدامات کو سو برس کے بعد انہوں نے ختم کرنے کی کوشش کی اور وہ اب دوبارہ اسلام کے احیاء کی طرف قدم بڑھا رہے ہیں۔ جنگ عظیم اوّل کے بعد جب 1924ء میں خلافت عثمانیہ کا خاتمہ ہوا تو اس وقت ترکی پر لوازن 2 جیسے معاہدے کے تحت 100 سال کے لیے کچھ پابندیاں لگائی گئیں۔ لوگوں نے توقع لگائی ہوئی ہے کہ 2023ء میں سو سال مکمل ہو جانے کے بعد اگر یہ پابندیاں اور جکڑ بندیاں ختم ہو جاتی ہیں تو پھر معاشی لحاظ سے ترکی کو ترقی کرنے کا موقع ملے گا اور خلافت کا احیاء ہوگا۔لیکن ظاہر ہے کہ اگر ہم اللہ، رسول ﷺ اور خلافت کی بات کر رہے ہیں تو پھر ہماری بڑی ترجیح یہ نہیں ہوگی کہ ہمارے مالی معاملات کتنے بہتر ہو جائیں گے بلکہ ہماری بڑی ترجیح یہ ہوگی کہ ہم اپنی آخرت بہتر کرنے کے لیے کس قدر کوشش کریں گے۔ہم دعا گو ہیں کہ اللہ ان کی حفاظت بھی کرے ان کو درست سمت پر رکھے۔لیکن سوال یہ ہے کہ کیا خود ان کی طرف سے بھی اس طرح کا کوئی اعلان سامنے آیا؟ لوگ اپنے تئیں اس طرح کا تجزیہ کر لیتے ہیں تو یہ کوئی مناسب بات نہیں۔بالفرض اگر ان کی طرف سے اعلان ہوتا ہے کہ ہم نظام خلافت قائم کرنے چلے ہیں تو الحمدللہ تو ہم اس کو Appriciate کریں گے ۔لیکن ابھی اگر انہوں نے خود کوئی اسلامی خلافت کا اعلان نہیں کیا تو ہم خواہ مخواہ زیادہ تجزیات میں پڑ جائیں تو یہ رویہ مناسب نہیں ہے۔واللہ اعلم!

سوال: اگر ترکی سے خلافت کا اعلان ہو جائے تو پوری دنیا خاص طور پر ہندوستان، پاکستان، ایران اور افغانستان کے مسلمانوں کا کیا ردّعمل ہونا چاہیے؟

جواب: اللہ کرے کہ ایسا ہو۔ایک بندۂ مومن کو اچھی اُمید لگائے رکھنی چاہیے ۔اگر وہاں سے کوئی ایسا اعلان ہوتا ہے تو پھر ساری دنیا کے مسلمانوں کو اس کا ساتھ دینا چاہیے۔ جیسے کہا جاتا ہے کہ تیری آواز مکہ مدینہ۔کوئی کھڑا ہو اور اسلامی نظام خلافت کی بات کرے ہم تو اس کو بھی خوش آمدید کہیں گے۔عمران خان سے ہمارے بہت سارے اختلافات ہو سکتے ہیں لیکن ہم نے اور دوسرے علماء نے یہ کہا کہ چلو کسی نے ریاست مدینہ کا نام تو لیا تو کچھ لوگوں نے اچھی امید لگا لی۔ اسی طرح اگر آج طیب اردگان کی طرف سے خلافت کے اعلانات آنے شروع ہو جائیں تو ہم ان کا خیر مقدم کریں گے۔ان شاء اللہ! اور اس سے زائد ہم اپنا اخلاقی تعاون بھی پیش کرنے کی کوشش کریں گے۔بندۂ مومن کو خوشی ہونی چاہیے کہ کہیں اللہ کا دین اور اللہ کے احکامات نافذ ہوتے ہوئے نظر آ جائیں۔اگر طالبان کی طرف سے بھی افغانستان میں اسلامی امارت کا اعلان ہوتا ہے تو ہم اس کا بھی خیر مقدم کریں گے اور پوری تائید اور تعاون کریں گے۔ ان شاء اللہ!

سوال: آپ کے بیان کردہ تصورات اور روڈ میپ پر مبنی نظام خلافت، خلافت راشدہ کے نظام سے کتنا مختلف ہوگا؟

جواب: ہمارے دین کی بڑی خوبصورتی یہ ہے کہ اس میں قیامت تک آنے والے معاملات کے لیے راہنمائی موجود ہے۔یہ معروف بات ہے کہ کہیں ایسے نئے معاملات اور مسائل پیش آ جائیں جن کے لیے بالکل واضح راہنمائی کتاب وسنت اور خلفائے راشدین کے دور میں موجود نہ ہو تو پھر اجتہادی بصیرت رکھنے والے اہل علم کتاب وسنت کی تعلیمات اور اُصولوں کو سامنے رکھتے ہوئے اس نئے مسئلے کا حل پیش کر دیں گے۔حضور ﷺ فرماتے ہیں: ''میری امت میں سب سے بہتر میرا دور ہے، پھر اس کے بعد والوں کا، پھر اس کے بعد والوں کا۔'' یعنی نبوی دور، پھر صحابہ کرام کا دور، پھر تابعین کا دور اور اس کے بعد تبع تابعین کا دور ہے۔یہ اس اُمت کے لیے بہترین ادوار ہیں۔تمام معاملات میں اولاً وہاں سے راہنمائی لی جائے گی ،وہاں سے اصول لیے جائیں گے اور اگر آج ہمارے دور میں کہیں حالات میں تبدیلی واقع ہوگئی اور جہاں اجتہاد کی ضرورت ہوگی تو اجتہادی بصیرت رکھنے والے اہل علم اجتہاد کر کے بتا دیں گے کہ اس معاملے کے اندر دین کی راہنمائی یہ ہے۔یعنی اصول وہاں سے لیے جائیں گے، نظام آج کے اعتبار سے مرتب کیا جائے گا۔ ان اصولوں کے اعتبار سے معاملات میں ہر شے حلال ہوتی ہے الا یہ کہ جس کی حرمت کا واضح طور پر ثبوت ہمیں مل جائے۔ پہلے پیپر کرنسی نہیں تھی لیکن آج ہم اس کو استعمال کر رہے ہیں۔اسی طرح کل کرنسی میں کچھ اور تبدیلی آ سکتی ہے تو ایسے معاملات میں فیصلہ اجتہاد سے کیا جائے گا لیکن

اصول قرونِ اولیٰ سے لیے جائیں گے اور اس کے مطابق لائحہ عمل طے کرلیا جائے گا۔ قائداعظم نے اپنے آخری ارشاد میں بہت پیارے جملے کہے تھے:

''میرا ایمان ہے کہ پاکستان رسول اللہ ﷺ کا فیضان ہے۔اب ہمارا فرض ہے کہ خلافت راشدہ کو سامنے رکھتے ہوئے عہد حاضر کی اسلامی فلاحی ریاست ہم انسانیت کے سامنے پیش کریں۔''

حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ حکمت مومن کی گمشدہ میراث ہے۔اگر دنیا نے کوئی خیر سمیٹا ہے تو اس خیر کو استعمال کیا جا سکتا ہے بشرطیکہ وہ خیر کتاب وسنت کے خلاف نہ ہو۔ پاکستان میں اسلامی نظریاتی کونسل نے پچھلی چند دہائیوں میں بڑا گراں قدر کام کیا ہے۔ انہوں نے عہد حاضر کی اجتماعی زندگی کے معاملات کے بارے میں راہنمائی مرتب کرکے دے دی، اصل مسئلہ اس کے نفاذ کا ہے۔

سوال: کیا خلافت کے جھنڈے تلے پاک و ہند کے مسلمان ایک ہو سکتے ہیں؟ اگر نہیں تو کیوں اور اگر ہاں تو اس کی عملی صورت کیا ہوگی؟

جواب: محمد رسول اللہ ﷺ کے بعد خلفائے راشدین کا دور آیا ہے تو دنیا کا آدھا حصہ اسلامی خلافت کے تحت رہا ہے۔اسی طرح ماضی قریب میں رہی سہی خلافت عثمانیہ جب ختم ہوئی تو اس وقت بھی ہم تین براعظموں تک پھیلے ہوئے تھے۔احادیث مبارکہ کی روشنی میں ہمارا ایمان ہے کہ قیامت سے قبل خلافت کا نظام پوری روئے ارضی پر قائم ہوگا،صرف پاکستان اور ہندوستان کا معاملہ نہیں ہے بلکہ پورے عالم کا معاملہ ہے۔آج ریاستوں کی لکیر کھینچی ہوئی ہے جس نے مسلمانوں کو مزید توڑا ہے ورنہ اس سے پہلے خلافت عثمانیہ ہماری مرکزیت تھی۔ اگر اس مرکزیت میں تین براعظموں تک ہم پہنچے ہوئے تھے تو آئندہ مستقبل میں نظام خلافت قائم ہوگا تو وہ کسی ایک ملک یا خطے یا زمین کا پابند نہیں ہوگا۔کلمہ کی دعوت گلوبل ہے، محمد رسول اللہ ﷺ کی خلافت گلوبل ہے اور خلافت کا تصور بھی گلوبل ہے۔کل جب وہ گلوبلی آگے بڑھے گی تو یہ سرحدیں رکاوٹ نہیں بنیں گی۔ان شاءاللہ!

سوال: ھدیٰ ڈائجسٹ کے اس سپیشل ایڈیشن کے ذریعے 25 کروڑ بھارتی مسلمانوں کو بالعموم اور قارئین ھدیٰ ڈائجسٹ کو بالخصوص امیر تنظیم اسلامی کیا پیغام دینا چاہیں گے؟

جواب: اللہ تعالیٰ قرآن میں فرماتا ہے: ''یقیناً تمام اہل ایمان آپس میں بھائی بھائی ہیں۔'' (الحجرات:10) ہندوستان کا مسلمان ہو یا دنیا کے کسی اور خطے کا مسلمان ہو وہ کلمہ اور ایمان کی نسبت سے ہمارا بھائی ہے۔رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ سارے مسلمان ایک جسم کی مانند ہیں جیسے جسم کے اندر ایک آنکھ میں تکلیف ہو تو سارا جسم اس کی تکلیف محسوس کرتا ہے اسی طریقے پر اگر ایک مسلمان کو تکلیف پہنچے تو بقیہ امت کے مسلمانوں کو بھی اس کی تکلیف کو محسوس کرنا چاہیے۔آج ہماری بے حسی کا عالم یہ ہے کہ ہم اپنے مظلوم مسلمان بھائیوں کے لیے دعا بھی نہیں کرپاتے۔ورنہ ہم جس کلمہ اور جس رسول ﷺ کے ماننے والے ہیں،انہوں نے کلمہ کی بنیاد پر جو دعوت پیش کی ہے وہاں بلالؓ حبشہ سے،سلمانؓ فارس سے اور صہیبؓ روم سے آکر ایک صف میں کھڑے ہو جاتے ہیں۔ ہندوستان کے مسلمانوں کے حوالے سے بانی تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمدؒ بیان فرماتے تھے کہ قیام پاکستان کی اپنی وجوہات تھیں وہ معاملات اپنی جگہ ہیں لیکن وہاں کے مسلمانوں کو ہمیں یہ کریڈٹ دینا پڑے گا کہ انہوں نے وہاں اقلیت میں رہتے ہوئے اپنے شعار کی حفاظت کی ہے۔ 70ء کی دہائی میں شاہ بانو کیس میں جب ہندوستان کی عدالت نے مسلمانوں کے عائلی قوانین میں دخل اندازی کی تھی تو مسلمان کھڑے ہو گئے اور انہوں نے بہت زوردار احتجاج کیا۔کیس یہ تھا کہ طلاق یافتہ عورت کے بارے میں عدالت نے فیصلہ دے دیا کہ اس کو اس کی عدت کے گزرنے کے بعد بھی نفقہ دینا پڑے گا جو شریعت اسلامی کے خلاف تھا۔چنانچہ مسلمانوں نے متحد ہوکر احتجاج کیا اور حکومت کو گھٹنے ٹیکنے پڑے تھے۔1982ء میں جا کر وہ قانون بھی بدل گیا تھا۔وہاں پر مسلم پرسنل لاء کا بورڈ بنایا گیا اور یہ طے کردیا گیا کہ مسلمانوں کے عائلی قوانین میں دخل اندازی نہیں کی جائے گی۔ڈاکٹر صاحب ہندوستان کے مسلمانوں کے اس کارنامے کا اکثر حوالہ دیا کرتے تھے کہ پاکستان میں عائلی قوانین کے ساتھ غلام احمد پرویز کے ذریعے غیر اسلامی باتیں شامل کرلی گئیں لیکن ہندوستان کے مسلمانوں نے اپنے عائلی قوانین کی حفاظت کی۔ہماری گزارش یہی ہے کہ اپنے ایمان اور اپنے عقیدے کی حفاظت کریں اور کم از کم یہ کہ جہاں شریعت اسلامی کے احکام کے خلاف کوئی بات چل پڑے اس پر مسلمانوں کو یک زبان ہوکر احتجاج کھڑا ہونا چاہیے۔اپنی نسلوں کی تربیت دین کے مطابق کرنی چاہیے۔جب تک یہ ظلم و جبر ہے، یہ معاملہ بہت کڑا ضرور ہے لیکن یاد رکھیے گا اُمت مسلمہ کی تاریخ میں یہ نیا مسئلہ نہیں ہے۔اللہ کا کلام صبر اور استقامت کے تقاضوں سے بھرا ہوا ہے اور اللہ کی مدد صبر کرنے والوں کے ساتھ ہوتی ہے۔آج مودی سرکار جس ظلم و ستم کے ذریعے مسلمانوں کی زندگی اجیرن بنا رہی ہے وہ ظلم و ستم خود بھارتی حکمرانوں کے لیے نقصان دہ ثابت ہوگا۔بشرطیکہ مسلمان ثابت قدم رہیں۔قرآن میں ارشاد ہے:''تو یقیناً مشکل ہی کے ساتھ آسانی ہے۔''

(الم نشرح:6،5)

جس کلمہ کو ہم مانتے ہیں یہ کسی خطے کا پابند نہیں، مسلمان پاکستان میں رہے، ہندوستان میں رہے، یا پھر امریکہ میں رہے اس پر دین کے تقاضے عائد ہوتے ہیں، ان تقاضوں کو سمجھنا اور ان پر عمل کی حتی الامکان کوشش کرنا اور اپنی نسلوں کو اس پر لگانے کی کوشش کرنا اس پر لازم ہے۔یہ محنت آج ہم کریں گے تو کل خلافت کا نظام بھی ان شاءاللہ قائم ہوگا۔جو محنت آج ہم کر جائیں گے ہمارا اجر تو اللہ تعالیٰ کے ہاں محفوظ ہو جائے گا لیکن ہماری نسلوں کا عقیدہ اور ایمان اگر بچے گا تو کل ان میں کوئی جواں مرد کھڑا ہوگا اور ہوسکتا ہے وہ کل کا سلطان صلاح الدین اور محمد بن قاسم بن جائے،اس کے اندر کوئی عجب نہیں۔بہرحال اپنے عقیدہ اور ایمان کی حفاظت،قرآن کے ساتھ تعلق کی مضبوطی اور دیگر مذاہب کے ماننے والوں کو قرآن کی دعوت کو پیش کرنا ہم مسلمانوں کی ذمہ داری ہے۔ماضی میں ہمارے آباء واجداد بھی ہندو تھے لیکن دین کی دعوت کے نتیجے میں وہ مسلمان ہوئے۔جو اللہ ہمیں لے کر آیا وہ اوروں کو بھی لے کر آجائے گا۔چنانچہ دین کی دعوت کا عمل جاری رہے،کردار سے ان کے دلوں کو جیتنے کا عمل جاری رہے،استقامت کا مظاہرہ جاری رہے۔مکہ میں جب حضرت بلالؓ پر ظلم و ستم ہوتا تھا تو مکہ والے دیکھتے تھے کہ بلالؓ کے پاس کیا شے ہے کہ وہ جان دینے کو تیار ہے لیکن کلمہ چھوڑنے کو تیار نہیں۔اس طرح خاموش اکثریت کو بلالؓ کی استقامت نے جیتا ہے۔پھر جب اللہ کی نصرت آجاتی ہے اور مکہ فتح ہوتا ہے تو ہم دیکھتے ہیں کہ:

''اور آپؐ دیکھ لیں لوگوں کو داخل ہوتے ہوئے اللہ کے دین میں فوج در فوج۔'' (النصر:2)

بہرحال دعوت تبلیغ، کردار کی گواہی اور دلوں کو جیتنے کا عمل اور صبر واستقامت کا عمل، یہ سارے کام جاری رہیں تو اللہ کی مدد آج یا کل ضرور آئے گی۔ان شاءاللہ!

حضرت سیدہ ام کلثومؓ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

فرید اللہ مروت

سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا حضور ﷺ کی تیسری صاحبزادی ہیں۔ حضرت سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کی سیرت اطہر، شخصیت، زہد وتقویٰ اور کردار مسلمان خواتین کے لیے مشعل راہ ہے۔

اسم گرامی

آپؓ اپنی کنیت ام کلثوم رضی اللہ عنہا ہی کے نام سے شہرت رکھتی ہیں۔ اس کے علاوہ کوئی نام معلوم نہ ہوسکا۔

نسب

آپؓ حضور ﷺ کی تیسری بیٹی ہیں۔ والدہ محترمہ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا ہیں۔ سیدنا قاسمؓ اور سیدنا ابراہیمؓ آپؓ کے بھائی اور سیدہ زینب، سیدہ رقیہ اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہن آپؓ کی بہنیں ہیں۔

ولادت باسعادت

آپؓ کی ولادت باسعادت نبوت سے 6 سال قبل ہوئی۔ اور یہ وہ مبارک زمانہ تھا کہ اہل قریش خانہ کعبہ کی تعمیر میں مشغول تھے۔ (طبقات ابن سعد)

بچپن وتربیت

آپؓ نے نبی اکرم ﷺ اور ام المومنین سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کی نگرانی میں ہوش سنبھالا اور آغوش رسالت میں پرورش پائی۔

مشرف بہ اسلام

حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا اپنی والدہ محترمہ اور اپنی دوسری ہمشیرگان کے ساتھ ہی حلقہ بگوش اسلام ہوئیں تھیں۔ اور اس وقت بیعت کی سعادت حاصل کی جب دوسری مسلمان خواتین حضور ﷺ سے شرفِ بیعت سے بہرہ اندوز ہوئیں۔

نکاح اوّل

آغاز اسلام سے پہلے حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کی نسبت، منگنی یا ناطہ اپنے چچا ابولہب کے بیٹے عتیبہ سے کردی تھی۔ اعلان نبوت کے بعد جب سورہ ''تبت یدا ابی لھب'' نازل ہوئی تو عتیبہ نے ماں باپ کی رضا جوئی کی خاطر اللہ اور اس کے رسول کی عداوت میں حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کو فارغ کردیا۔ آپؓ کو رخصتی سے پہلے ہی طلاق مل گئی۔

شعب ابی طالب

یہ ایسا سخت دور تھا کہ مکہ مکرمہ میں اللہ کی وحدانیت کا اقرار واظہار، مصائب وآلام کو دعوت دینے کے مترادف تھا۔ ایک ظلم سے نجات ملتی تھی کہ دوسری مصیبت کا سلسلہ شروع ہوجاتا تھا۔ 7 نبوی میں مشرکین مکہ نے رحمت عالم ﷺ آپ کے صحابہ اور خاندان کو ابوطالب کی گھاٹی میں نظربند کردیا۔ اور ایسا سختی سے بایکاٹ کیا کہ اناج کا ایک دانہ بھی میسر ہونا محال ہوگیا۔ درختوں کے پتے اور گھاس کھا کر بھوک کی آگ بجھاتے تھے۔ تکلیف ومصائب کا یہ سلسلہ پورے تین سال تک جاری رہا۔ اس طویل مدت میں جہاں مردوں اور عورتوں نے ان دکھوں کو صبر واستقلال سے برداشت کیا وہیں حضور ﷺ کی ننھی معصوم بیٹیوں سیدہ رقیہ، سیدہ ام کلثوم اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہن نے بھی اسلام کی راہ میں سب کچھ جھیلا۔

والدہ ماجدہ کا انتقال

سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا اور آپ کی بہنیں شعب ابی طالب کی قید سے چھوٹنے کے بعد راحت اور سکھ حاصل نہ کرسکیں۔ چند ہی ماہ بعد آپ کی پیاری ماں ام المومنین سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا جنت کو سدھار گئیں۔ سیدہ ام کلثومؓ اور آپ کی بہنیں ہمیشہ کے لیے ماں کی شفقت بھری گود سے محروم ہوگئیں۔ چند ہی دنوں بعد رسول اللہ ﷺ کے چچا بزرگوار جناب ابوطالب بھی چل بسے۔ رسول اللہ ﷺ کے لیے یہ سال بڑے رنج وغم کا تھا، اسی لیے آپ ﷺ نے اسے ''عام الحزن'' کے نام سے موسوم فرمایا۔

ہجرتِ مدینہ

جب رحمت کائنات ﷺ اور آپ کے جاں نثار صحابہؓ کے لیے مکہ کی سرزمین میں امن وسکون کا سانس لینا دشوار ہوگیا۔ مشرکین کی ہمتیں اس حد تک بڑھ گئیں کہ وہ پیغمبر اسلام کے قتل کے ناپاک منصوبے بنانے لگے اور تحریک اسلامی کو کچلنے کی تدابیر سوچنے لگے۔ لیکن قدرت نے مکہ سے کوسوں دور ''یثرب'' میں اسلام اور مسلمانوں کے لیے حالات سازگار کردیے تھے۔ اور وہاں کے باشندوں کی ایک خاصی تعداد دائرہ اسلام میں داخل ہوچکی تھی۔ یہ لوگ دل وجان سے رسول رحمت ﷺ کے مدینہ منورہ میں رونق افروز ہونے کی تمنا رکھتے تھے، ان حالات میں اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو ہجرت کی اجازت عطا فرمائی۔

رحمت کائنات ﷺ نے اپنے رفیق خاص حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہمراہ مکہ سے مدینہ کی جانب ہجرت فرمائی پھر اپنے خادم خاص زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو بھیج کر اپنے اہل بیت کو بھی مدینہ بلوالیا۔ اس طرح آپؐ کی بیٹی سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا بھی خاندان کے دوسرے افراد کی طرح مکہ سے مدینہ جا پہنچیں۔

نکاح کے غیبی اسباب

ادھر سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا سے بے حد محبت تھی۔ اور یہ رشتہ محبت تادم آخر قائم رہا۔ حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کے وصال کے بعد سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ ان کے فراق میں ہر وقت مضطرب اور غمگین رہتے تھے۔

ایک دن سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ اسی رنج وغم کے عالم میں بیٹھے تھے کہ نبی رحمت ﷺ کی نگاہ کرم آپؓ پر پڑی۔ نبی ﷺ نے آپ کو افسردہ وملول دیکھ کر پوچھا ''ابوعبداللہ! تمہیں کیا ہوا ہے، جو چہرے سے حزن وملال کے آثار ظاہر ہیں۔''

عثمان عرض گزار ہوئے ''اے اللہ کے رسول ﷺ! کیا مجھ سے زیادہ کوئی ملول وغمگین ہوگا؟ یارسول اللہ ﷺ رقیہ رضی اللہ عنہا کی جدائی نے میری کمر توڑ دی ہے۔ حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کی موت سے خاندانِ نبوت سے میرا رشتہ ٹوٹ گیا ہے اور اب دوبارہ اس مقدس رشتہ کے قائم ہونے کی کوئی امید نہیں۔

رسول رحمت ﷺ کے قلب اطہر میں یہ فکر لاحق تھی کہ عثمان رضی اللہ عنہ کے غم فراق کا مداوا ہونا چاہیے۔ کہ ان کا رنج وملال پھر مسرت وشادمانی سے بدل جائے۔

نکاح عثمان رضی اللہ عنہ کے لیے امر ربی

یوں تو رسول اللہ ﷺ نے اپنی چاروں صاحبزادیوں کے نکاح اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہی کیے تھے۔ جیسا کہ آپؐ کا ارشاد گرامی ہے:

''میں اپنی لخت جگر شہزادیوں کا نکاح اپنی مرضی سے کسی کے ساتھ نہیں کرتا بلکہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے ان

کے نکاحوں کے فیصلے ہوتے ہیں۔''

(مستدرک حاکم ج 4، ص 49)

لیکن یہ اعزاز بالخصوص اور بالالتزام عثمان ذوالنورین ؓ کے مقدر میں تھا کہ ایک مرتبہ نہیں بار بار آپؐ نے یہ بشارت عظمیٰ سنائی ہے کہ جبرئیل اللہ کا حکم لائے ہیں کہ میں ام کلثوم ؓ کا نکاح عثمان ؓ سے کردوں۔

اے عثمانؓ! یہ حضرت جبرئیل امین ہیں۔ خبر دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں رقیہ ؓ کی بہن ام کلثوم ؓ سے آپ کا نکاح کردوں۔ اور جو مہر رقیہ ؓ کے لیے مقرر ہوا تھا اس کے موافق ام کلثوم ؓ کا مہر ہو، اور ان کی مصاحبت اور رفاقت بھی انہیں کے مطابق ہوگی۔

تاریخ نکاح

شہزادی سیدہ ام کلثوم ؓ کا نکاح سیدنا عثمان ذوالنورین ؓ کے ساتھ ربیع الاول 3ھ میں ہوا۔ اور چند ماہ بعد جمادی الثانی 3ھ میں رخصتی ہوئی تھی اس طرح قلیل مدت میں یہ تقریب سعید پوری ہوئی۔

ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ذوالنورین کا مطلب ہے: دو نور والا۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنی دو نور نظر یکے بعد دیگرے سیدنا عثمان ؓ کے عقد میں عطا فرمائی تھیں۔ اور سیدنا عثمان ؓ کو دوبار داماد رسول اللہ ﷺ بننے کا شرف حاصل ہوا تھا۔ اس لیے بارگاہ نبوت سے آپ کو ''ذوالنورین'' کا خطاب عطا ہوا۔

حضرت ابن عباس ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔ اگر میری ایک سو بیٹیاں ہوتیں تو ایک کے فوت ہو جانے کے بعد دوسری کا نکاح عثمان سے کردیتا۔ یہاں تک کہ سو میں سے ایک بیٹی بھی باقی نہ رہتی۔'' (کنز العمال)

علماء امت اس بات پر متفق ہیں کہ سیدنا عثمان ذوالنورین ؓ کے سوا دنیا میں کوئی ایسا شخص نہ ہوا ہے اور نہ ہی ہوگا جس کے عقد میں کسی نبیؑ کی دو صاحبزادیاں آئی ہوں۔ یہ ایسی امتیازی فضیلت ہے کہ بنی نوع انسان میں کوئی بھی اس میں آپ کا شریک کار نہیں۔

خاوند کا بلند مقام

وفا شعار بیوی ہر جگہ اپنے شوہر کو بلند مرتبہ دیکھنا چاہتی ہے سرچشمہ مہر و وفا، جگر گوشۂ رسول اللہ ﷺ سیدہ ام کلثوم ؓ کے دل میں بھی یہ جذبہ بدرجہ اتم موجود تھا۔

ایک مرتبہ انہیں یہ شوق ہوا کہ یہ معلوم کیا جائے کہ اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کی نظر میں ان کے شوہر عثمان ؓ کا کیا مرتبہ ہے؟ چنانچہ وہ اپنے والد بزرگوار حضرت رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں عرض کرتی ہیں۔ اگر اجازت ہو تو کچھ عرض کروں؟ شفیق باپ نے خندہ روی سے فرمایا ''پوچھو بیٹی! کون سی بات ہے۔''

حضرت ام کلثوم ؓ شرم و حیا کے لہجے میں بولیں: ''میں آپ سے معلوم کرنا چاہتی ہوں کہ میرے شوہر عثمان ؓ کا مرتبہ زیادہ بلند ہے یا حضرت فاطمہ ؓ کے شوہر حضرت علی ؓ کا''

حضور انور ﷺ تھوڑی دیر خاموش رہے۔ پھر یوں گویا ہوئے:

''جان پدر! تجھے خوش ہونا چاہیے کہ تیرا شوہر عثمان ؓ ان لوگوں میں سے ہے، جو اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتے ہیں۔ اور اللہ اور اس کے رسول ان سے محبت کرتے ہیں۔''

شہزادی ام کلثوم ؓ اپنے شوہر نامدار کی منقبت و فضیلت سن کر بے حد خوش ہوئیں۔

اوصاف وخصائل

شہزادی سیدہ ام کلثوم ؓ نہایت نیک مزاج، خوش اطوار اور شیریں زبان تھیں۔ شوہر کی خدمت و فرمانبرداری دل و جان سے کرتی تھیں۔ میاں بیوی کے ازدواجی تعلقات نہایت خوشگوار رہے۔ آخر دم تک سیدنا عثمان ذوالنورین ؓ کے پاس رہیں۔ لیکن باہمی اخلاص و محبت کا یہ حال تھا کہ ایک بار بھی کسی شکر رنجی کی نوبت نہیں آئی۔

اولاد

اللہ تعالیٰ کی مصلحتیں وہی بہتر جانتا ہے۔ نظام عالم کے امور اسی کے قبضہ قدرت میں ہیں۔ اور اولاد کا معاملہ بھی صرف اور صرف اس کے اختیار میں ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

''جسے چاہے بیٹیاں دے جسے چاہے بیٹے دے، یا جس کو چاہے بیٹے اور بیٹیاں دونوں عطا فرمائے اور جس کو چاہے بانجھ کردے۔ انبیاء و اولیاء سب ہی اس کے سامنے بے بس ہیں۔ کسی کے اختیار میں کچھ بھی نہیں۔''

حضرت سیدہ ام کلثوم ؓ بھی اولاد کی نعمت سے محروم رہیں۔ مورخین کا یہی اتفاق ہے کہ سیدہ کے ہاں اولاد نہیں ہوئی۔

خوش پوش

حضرت سیدہ ام کلثوم ؓ خوش پوش خاتون تھیں۔ عمدہ اور باوقار لباس زیب تن کرتی تھیں، سیدنا عثمان ؓ جیسے صاحب ثروت شوہر کے ساتھ یہ انداز معاشرت لازمی تھا۔ اور اس سے زوجین کے درمیان تعلقات کی شائستگی اور معاشرتی خوش حالی کا اظہار بھی ہوتا ہے۔

سانحہ ارتحال

حضرت سیدہ ام کلثوم ؓ بھی اجل کے سامنے سرنگوں ہوگئیں، مشیت ایزدی کے فیصلے کو کون ٹال سکتا ہے۔ آخر وہ گھڑی بھی آ ہی گئی جب سیدہ ام کلثوم ؓ اپنے مغموم شوہر اور غمزدہ باپ کو چھوڑ کر راہی فردوس ہوئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡن۔

سیدہ ماہ شعبان 9ھ میں سفر آخرت پر روانہ ہوگئیں۔

نماز جنازہ

حضرت ام کلثوم ؓ جیسی مکرم و برگزیدہ اور اللہ کی پیاری بندی کا جب غسل و کفن کا مرحلہ مکمل ہوگیا۔ سرور دو عالم ﷺ نے خود نماز جنازہ پڑھائی اور صحابہ کرامؓ نے آپؐ کی معیت میں نماز جناز ادا کی۔ یہ بھی سیدہ ام کلثوم ؓ کی ایک فضیلت اور منقبت ہے کہ سرور دو عالم ﷺ نے خود ان کی نماز جنازہ پڑھائی اور ان کے لیے مغفرت و بخشش کی دعائیں فرمائیں اور آپ کے ساتھ صحابہ کرامؓ کا جم غفیر بھی دعا کرنے میں شامل اور شریک تھا۔

تدفین

نماز جنازہ ادا کر لینے کے بعد سیدہ ام کلثوم ؓ کی میت تدفین کے لیے جنت البقیع لائی گئی۔ تدفین کے لیے حضرت ابو طلحہ انصاریؓ، سیدنا علی مرتضیٰؓ، حضرت فضل بن عباسؓ اور حضرت اسامہ بن زیدؓ قبر میں اترے اور دفن کرنے میں معاونت کی۔

حضرت انس ؓ بیان کرتے ہیں میں نے حضور اقدس ﷺ کو دیکھا آپ سیدہ ام کلثوم ؓ کی قبر کے پاس بیٹھے ہیں اور آپ کی آنکھیں اشکبار ہیں۔

(صحیح بخاری)

دعائے مغفرت اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡن

☆ حلقہ کراچی وسطی، گلشن جمال کے رفیق جناب عامر جنیدی وفات پا گئے۔

برائے تعزیت: 0321-2109126

اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرمائے اور پس ماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ قارئین سے بھی ان کے لیے دُعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

اَللّٰھُمَّ اغۡفِرۡ لَہٗ وَارۡحَمۡہُ وَاَدۡخِلۡہُ فِیۡ رَحۡمَتِکَ وَحَاسِبۡہُ حِسَابًا یَّسِیۡرًا

تجھے کس طرح سراہیں؟

عامرہ احسان
amira.pk@gmail.com

مسلم دنیا کے عوام دو مناظر امت کی اسکرین پر حیرت بھرے رنج وغم سے دیکھ رہے تھے۔ ایک فلسطینیوں کی رہی سہی زمینوں پر قبضہ، آئے دن کے مظالم، گرفتاریاں، بلڈوز ہوتی بمباری کا نشانہ بنتی بستیاں۔ خطرات میں گھرا بیت المقدس، قبلۂ اوّل۔ دوسری جانب مسلم حکومتوں کا امارات کی سرکردگی میں اسرائیل سے تعلقات کی پینگیں بڑھانا، عوام میں بڑھتی پھیلتی بے چینی کے علی الرغم۔ دبئی نے اسرائیل امارات تعلقات کو برج خلیفہ کی سی بلندیوں تک پہنچا دیا۔ یہاں تک کہ ان کی سرزمین لپکے چلے آتے یہودیوں (اسرائیلیوں) کی آماجگاہ بن گئی۔ دسمبر میں 70 ہزار یہودی سیاح بلاتعطل روزانہ کی فلائٹوں میں بھر بھر کر آتے گئے۔ 'ہانا کا' یہودی ثقافتی تہوار برج خلیفہ کے سامنے یوں منایا گیا کہ ان کا روایتی موم بتیوں کا 12 فٹ اونچا فرشی جھاڑ ایستادہ تھا۔ یہودی موم بتیاں جلاتے، سیلفیاں لیتے، جشن مناتے، عبرانی گیت گاتے ہر طرف موجود تھے۔

یکم جنوری کی دی نیوز کی اس رپورٹ میں تفصیلات بتاتی ہیں کہ چند ماہ پہلے تک کے منظر میں اسرائیلی دولہے دلہنیں ہوٹل کی رقص گاہ میں درجنوں کی تعداد میں عبرانی میں گاتے ناچتے موجود تھے۔ ایک نے کہا: ''مجھے یہ تل ابیب لگتا ہے، ہر طرف عبرانی سنائی دے رہی ہے''۔ ایک یہودی نے کہا کہ پیرس کی سڑکوں پر اپنی شناخت چھپانے کے لیے (حملے کے خوف سے) وہ یہودی ٹوپی جیب میں ڈال لیتا تھا، جبکہ دبئی میں یہ ٹوپی نہ صرف پہن کر گھومتا ہے بلکہ اماراتی آ کر عبرانی میں اسے سلام کہتے ہیں۔ اسرائیلیوں کے لیے یہ اعلیٰ حیثیت اور امارت کی علامت بن گیا تھا۔ دبئی جانا، چھٹیوں کی پارٹیاں، دبئی میں شادی کروانا، بزنس کانفرنس سبھی زور وشور سے جاری تھا۔ مگر...... پھر اس کے بعد چراغوں میں روشنی نہ رہی۔

کورونا نے ازخود نوٹس لے کر تہلکہ مچا دیا۔ 900 اسرائیلی سیاح دبئی سے وائرس لے کر لوٹے۔ 4 ہزار سے زیادہ تک فوری یہ وائرس پھیل گیا۔ اسرائیلی وزیر صحت کے مطابق چند ہفتوں کے یہ سفر عرب ممالک سے کئی دہائیوں کے عدم تعلقات سے زیادہ ہلاکت خیز ثابت ہوئے! (ہور چوپو! مظلوم فلسطینیوں اور اقصیٰ کے غم میں ڈوبے مسلمانوں کی آہیں کورونا بن کر جاچمٹیں۔)

دسمبر سے امارات سے اسرائیل آنے والوں کو 14 دن قرنطینہ میں رکھ دیا گیا ہے۔ بعد ازاں بڑھتے پھیلتے کیسوں کی بنا پر اسرائیل نے اپنا بڑا ایئرپورٹ بھی بند کیا۔ AP کی 29 جنوری کی اس رپورٹ کے مطابق برطانیہ پر جو بیتی اس کا حال بھی بیان کیا ہے۔ برطانیہ جب خود تیزی سے بڑھتے پھیلتے وائرس کے ہاتھوں لاک ڈاؤن پر مجبور تھا، دبئی کے رنگین شب وروز کی پارٹیوں بھری برطانویوں کی تصاویر اخباروں میں سنسنی پھیلا رہی تھیں۔ بہ صد حسرت ویاس برطانیہ میں یہ عیش وطرب دیکھا جا رہا تھا۔ مگر پھر ان کا یہ حسد کورونا بن کر وہاں جا اترا۔ جنوری کے وسط میں برطانیہ نے دبئی کے سفر کا دروازہ بند کر دیا۔ سیکریٹری صحت (برطانیہ) نے کہا کہ یہ وقت عالمی سیر سپاٹوں کا نہیں۔ نہ پیرس میں پارٹیاں، نہ دبئی میں ویک اینڈ۔ اگرچہ فرانس نے بھی برطانیہ سے آنے والے خطرناک وائرس سے بچنے کے لیے اپنی سرحدان پر جنوری کے اواخر میں بند کر دی۔ سو سرحدی بندشوں کی یہ جنگ دبئی برطانیہ مابین بھی چھڑ گئی۔ AFP کی 23 جنوری کی رپورٹ (بحوالہ 'ڈان') کے مطابق روزانہ 3529 نئے کیس ریکارڈ ہونے پر دبئی میں بھرپور نئے سال کے جشن کا نتیجہ ظاہر ہو رہا تھا۔ کرسمس اور نئے سال پر میڈیا اور کھلاڑی ستاروں اور مقبول شخصیات کی پوسٹوں سے سوشل میڈیا بھرا ہوا تھا۔ ساحل، کلبوں کے حیاباختہ اور شراب خانوں کے مناظر سے لیس۔ اب تک وہاں اس رپورٹ کے مطابق 2 لاکھ 63 ہزار کیس اور 762 اموات ہوئیں۔ دسمبر میں ہوٹل 71 فیصد بھرے ہوئے تھے۔ 2 لاکھ 40 ہزار برطانوی تارکین وطن کا شہر ہے یہ، جہاں سے روزانہ 5 فلائٹیں لندن جاتی تھیں۔ اگرچہ دبئی کا موقف یہی ہے کہ یہ ان کے خلاف میڈیا وار ہے۔ تاہم ایک طرف ان کی معیشت کو شدید دھچکا برطانیہ کی طرف سے اس کی براہ راست فلائٹوں کی بندش سے لگا ہے۔ مصروف ترین روٹ بند کر دیا جو برطانیہ سے آسٹریلیا، افریقہ تک مسافر لے کر جاتا تھا۔ صرف جنوری میں 365,190 سیٹیں اس سے متاثر ہوئیں۔ (رائٹر بحوالہ ڈان، 29 جنوری) دوسری طرف سیاحت دبئی کی معیشت کی اہم ترین صنعت تھی، جس کا نقصان ہوا۔ اگرچہ ہنگامی بنیادوں پر ویکسین کا اہتمام، ہمہ نوع حفاظتی تدابیر کا فوری اطلاق کر دیا گیا ہے۔ خلاف ورزی پر جرمانے عائد کیے جا رہے ہیں، مگر صورت حال دگرگوں ہے۔

پاکستان میں کمزور معاشی حالت کا سارا بوجھ دبے پسے عوام کی کمر پر توڑا جا رہا ہے۔ بجلی، گیس، پٹرول کی مہنگائی نے باریاں لگا رکھی ہیں۔ عوام موعودہ سونامی خوب بھگت رہے ہیں۔ تنکے بنے مہنگائی کے سیلاب کے تھپیڑوں میں بہے چلے جا رہے ہیں۔ عوام دوستی کا ایک اور شاہکار یہ ہے کہ ایوانِ صدر کے چھوٹے ملازمین کو کفایت شعاری کی کند چھری سے ذبح کر ڈالا! اپنے مسرفانہ طرزِ زندگی میں قطع وبرید کی بجائے ان غریبوں کے الاؤنس ختم کر ڈالے۔ مفت کھانا، ڈراپ کی سہولت، شادی گرانٹ (جیسی عیاشی!) ختم کر دی گئیں۔ جاکر شیلٹر ہوم سے کھانا کھا لو۔ ورنہ احساس پروگرام کے تحت ریت بھوسہ ملا سستا نفیس آٹا خرید لو۔

مظفر گڑھ سے جاری ہونے والی خبر (30 جنوری، دی نیوز) کے مطابق عوام کی سہولت کے لیے قائم کردہ سہولت بازاروں کے لیے مہیا کیے جانے والے آٹے میں 4 اہل کار ستھری ریت واشیائے دیگر بوریوں میں بھروا رہے ہیں، اپنی زیر نگرانی۔ ضلع کے 13 خوراک مراکز پر ریت ملا یہ آٹا ملزمان کے اقرار کے مطابق کئی مہینوں سے فراہم کیا جا رہا تھا! کرپشن، بدانتظامی، نااہلی کے ریکارڈ

ٹوٹ رہے ہیں۔ حال اب بھی پتلا ہے۔ پڑھے لکھے لائق فائق انصافیوں کی حکمرانی کا چرچا تھا! آگے کیا بنے گا جب سال بھر تعلیم سے فارغ، آن لائن ڈھکوسلہ نظام والے طالب علم (90 فیصد تعلیمی ادارے اس سے محروم) میدان میں اتریں گے! آن لائن امتحانات سے عملاً 95 فیصد جعلی ڈگریوں کے مترادف ہوگا یہ ایک سال۔ (بچے 65 دن اسکول/کالج گئے) امانت و دیانت کا حال کون نہیں جانتا۔

’’صاف چلی شفاف چلی‘‘ حکومت میں پاکستان کرپشن کی دلدل میں تازہ ترین رپورٹ کے مطابق اور گہرا اتر گیا عالمی رینکنگ میں۔ جادوئی کرپشن ہے پارٹی در پارٹی، نسل در نسل، صوبہ در صوبہ، ادارہ در ادارہ۔ اسکینڈل ہی اسکینڈل۔ مقدمے ہی مقدمے۔ آخرت کے دن ہوشربا بھید کھلیں گے۔ صرف پاکستان کی کرپشن کے کھاتوں کے لیے ایک الگ سیارہ (Planet) درکار ہوگا۔ دفتروں کے دفتر۔ پورے گلوب تک پھیلے حسابات۔ بین الاقوامی جرمانوں میں پھنسی حکومتیں۔ عوام کو روٹی صرف اللہ دے رہا ہے۔ یہ معجزہ اور کرامت ہے 27 ویں شب رمضان کی تخلیق کا! انصاف اس زمین پر ہونا ممکن نہیں!

امریکی تکبر اور پاکستان کو ڈینیل پرل کیس میں سپریم کورٹ اور قبل ازیں سندھ ہائی کورٹ کے فیصلے کے مقابل بار بار مداخلت کرکے بھاشن دینا ایک آزاد ریاست کے شایانِ شان نہیں۔ وہ اپنا ڈاکٹر عافیہ والا کانا انصاف عمر شیخ پر مسلط کرنے پر کمربستہ بار بار دخل در معقولات کر رہے ہیں۔ 20 سال بہتیری چاکری کر دیکھی۔ (امریکا کی) بندگی میں مرا بھلا نہ ہوا! ہم نے امریکا کی جنگ میں لاکھ جانوں کا نقصان، تباہ حال معیشت اور مجروح عزتِ نفس کے سوا بھی کچھ پایا؟ امریکا کے مقابل حکومتی کمزوری، وزیراعظم کے زوردار حریت پسندانہ خطابات کے بالکل برعکس ہے۔ جرم ثابت نہیں ہوسکا۔ بلاثبوت 18 سال عمر جیلوں میں گنوا کر بھی اپنے شہری کو امریکا کے حوالے کردیں گے؟

شب عہد کم نگاہی!
تجھے کس طرح سراہیں؟

❁ ❁ ❁

ان شاء اللہ **رفقاء متوجہ ہوں**

’’B/3 پروفیسرز ہاؤسنگ سوسائٹی، شکارپور روڈ، سکھر‘‘ میں
21 تا 27 فروری 2021ء (بروز اتوار نمازِ عصر تا ہفتہ نمازِ ظہر)

مبتدی تربیتی کورس

اور

26 تا 28 فروری 2021ء

امراء، نقباء و معاونین تربیتی و مشاورتی اجتماع

کا انعقاد ہو رہا ہے

نوٹ مندرجہ ذیل موضوعات پر باہمی مذاکرہ ہوگا۔ ذمہ داران سے گزارش ہے کہ دستیاب مواد کا مطالعہ کرکے تشریف لائیں۔ ☆ منہج انقلاب نبوی ﷺ ☆ شہادت علی الناس و اقامت دین

زیادہ سے زیادہ رفقاء اور امراء و نقباء و معاونین متعلقہ پروگرام میں شریک ہوں۔

موسم کی مناسبت سے بستر ہمراہ لائیں

برائے رابطہ: 071-5807281 / 0300-9367442

المعلن: مرکزی شعبہ تعلیم و تربیت: 78-35473375(042)

پریس ریلیز 05 فروری 2021ء

مقبوضہ کشمیر کی آزادی پاکستان کی سلامتی کے لیے ناگزیر ہو چکی ہے

شجاع الدین شیخ

مقبوضہ کشمیر کی آزادی پاکستان کی سلامتی کے لیے ناگزیر ہو چکی ہی یہ بات تنظیم اسلامی کے امیر شجاع الدین شیخ نے ایک بیان میں کہی۔ اُنھوں نے کہا کہ ہم 5 فروری کا دن اہل کشمیر کے ساتھ اظہارِ یکجہتی کے طور پر مناتے ہیں۔ مقبوضہ کشمیر کے حوالے سے بھارت کے عزائم بڑے خطرناک ہیں لہٰذا اب محض یوم کشمیر منانے کی بجائے عملی قدم اُٹھانے کی ضرورت ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ عالمی خصوصاً ہمارے خطے کی بدلتی ہوئی صورتِ حال نے اب مقبوضہ کشمیر کی آزادی کو پاکستان کی سلامتی کے ساتھ نتھی کر دیا ہے چونکہ بھارت نے آئین کی شق 370 اور 35-A کو ختم کر کے مقبوضہ کشمیر کو بھارت میں ضم کر لیا ہے جو پاکستان کو کھلا چیلنج ہے۔ علاوہ ازیں بھارت نے مقبوضہ کشمیر میں ظلم و ستم میں بے تحاشا اضافہ کر دیا اور مقبوضہ کشمیر کو ایک بڑی جیل میں تبدیل کر دیا ہے۔ اُنھوں نے کہا کہ اس وقت مقبوضہ کشمیر میں مقبول ترین نعرہ پاکستان سے رشتہ کیا لا الٰہ الا اللہ ہے۔ سوال یہ ہے کہ پاکستان میں اگر اسلامی نظام کا نفاذ نہیں ہوتا تو اِس نعرے کو عملی شکل کیسے دی جا سکے گی۔ اگر پاکستان اسلامی فلاحی ریاست بن جائے اور اُس کے ثمرات دنیا کے سامنے آ جائیں تو بھارت کے لیے ممکن ہی نہیں رہے گا کہ وہ مقبوضہ کشمیر میں عوامی تحریک کو دبا سکے لہٰذا ہمارے لیے کرنے کا اصل کام یہ ہے کہ ہم نظریۂ پاکستان کو عملی تعبیر دیں تا کہ اہل کشمیر کو ایک خصوصی کشش محسوس ہو اور اُن کی پاکستان کا حصہ بننے کی تحریک اتنی زور آور ہو جائے کہ بھارت کے لیے اُسے روکنا ممکن نہ رہے۔ تب ہی کشمیر بنے گا پاکستان کا نعرہ حقیقت کا روپ دھارے گا۔

(جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشر و اشاعت، تنظیم اسلامی، پاکستان)

Indian Muslims: The struggle for freedom from Hindutva chokehold

Muslims in India are not free to practice their faith as per the commands of Allah *(SWT)* the almighty. With their shrinking religious rights and increasing Hindutva hegemony Muslim are nothing but compelled to follow the rules hatefully made by the Hindutva bigots who have captured the throne of Delhi through an EVM driven fake electioneering. Now as I write this article, every law enforcement agency has been given a common instruction and that is to force the Hindutva will over every surviving follower of Prophet Muhammad *(SAAW)* in any whatsoever part of India. A situation like this was previously witnessed only in Hitler's Germany when the Jews were declared aliens and then annihilated by various inhumane means including mass shooting and being thrown into poisonous gas chambers.

The entire Muslim Valley of Kashmir has currently been turned into the Jalian Wala Bagh by the new General Dyre aka Amit Shah of India. This man single handedly commands the entire two million plus heavily armed police forces of India whose high-ranking officers are mandatory members of RSS (a terrorist organization funded by Hindutva corporates).

Looking back at India's freedom struggle, Muslims were the frontrunners and had sacrificed most (lives) for the sake of their motherland. But as India won freedom Muslims began to be cunningly pushed to margins by the Hindutva forces who had hijacked the new independent Govt. A betrayal that the majority of Muslims overlooked just in good faith or in the name of national unity which was actually used by Hindu leaders as a mask under which the conspiracy to alienate and enslave the Muslim community was being hatched.

Unlike the Gujarati Baniyas (who rule India today) Muslims were not banking on the political capital of Mahatma Gandhi, and were fiercely independent in their fight against the British invaders. But unfortunately, the Muslim frontline freedom fighters were unaware of the Hindutva plot of a horrendous backstabbing that was being sinisterly designed behind their backs. A series of post-independence anti-Muslim pogroms shattered the Muslims of India to the core. And as the then newly formed Govt. whose home ministry was headed by none other than a Hindutva bigot Vallabh Bhai Patel, refused to order any investigation into the massive loss of lives and properties of Indian Muslims under his watch, the community slowly and finally realized that it has surreptitiously been enslaved once again. The new slave masters were worse and pathetically inhuman. For the millions of India's Muslims, the second struggle for freedom began at that moment and continues ever since.

As the sole purpose of the formation of Hindu Mahasabha and later RSS, VHP, Bajrang Dal and the different kind of Senas (militant organizations) like Shiv Sena, Hindu Sena, Ram Sena, Karni Sena and ABVP etc. was to strengthen the Hindutva choke hold on Indian Muslims and to marginalize, demonize, alienate and finally de-enfranchise them before annihilating them from India for good. It was a hundred-year agenda of RSS when it was first formed on 27 September 1925 in Nagpur. We are in 2020 a few moons away from the completion of darkest century for Muslims in the Indian sub-continent.

When the black American man George Floyd died with his neck pressed under the evil knee of the racist white man in the police uniform, the

of the racist white man in the police uniform, the whole UN run, so called civilized world rose in protest. But when hundreds and thousands of India's George Floyds (namely Indian Muslims whose necks were and are pressed under Hindutva knees) scream in pain, beseech for relief from Hindutva tyranny, the Islamophobic UN and its rubber stamp Human Rights agencies criminally ignore their desperate call. The Muslims of India having lost their armory and defense have been left with just two options. An abject surrender to the murderous Hindutva regime or kissing the gallows under fake sedition charges. All those politically photographed and conveniently displayed Muslim poster boys from Maulana Aabul Kalam Azad to A.P.J Abdul Kalam are members of the surrendered herd. While those who chose to defy the Hindutva Pharaohs, brave hearts like Muhammad Afzal and Sharjeel Imam have either been sent to the Gallows or are languishing in Hindutva prisons facing unimaginable depravity and indulgent cruelty by the Sanghis who wear govt. uniforms. Hatred against Muslims as a part of the successive Indian governments' policy has finally permeated every public institution and has specially thrived in the judiciary and the police department for generations.

Decades old and a historically ineffective and un-Islamic system of street protests have ultimately stopped first in the Muslim valley of Kashmir and then almost everywhere in Hindutva ruled states of India, giving rise to a more robust form of resistance. Having been completely encompassed by oppressive Hindutva forces in every sphere of life, Muslims found themselves compelled to carve out some breathing space for themselves skillfully dodging the Hindutva bullets. A vast number of revolutionaries are gradually going off the ubiquitous RSS radar by seeking lives off the Sangh controlled public grid. It reminds us of the various group of underground revolutionaries that had successfully operated during the first freedom movement against the British colonizers. Every Muslim in India has learnt it by heart that the RSS fascists who rule India today have declared a filthy war on Islam with the cow belt being the hot battle field at the moment. It's therefore become the duty of every follower of The Holy Prophet Muhammad *(SAAW)* to join the rank and file of the faithful and defend their oppressed community unitedly. The war on Indian Muslims is hybrid and asymmetric and therefore needs utmost intelligence and proactive defense to avoid the damages that the Sanghis are hell bent on inflicting. Having been systematically impoverished through economic sanctions, cash strapped Muslims need to focus on acquiring enough resources for themselves to see through the long struggle. The tragedy however is that there are still few Muslim turncoats willing to play Hindutva pawns for the sake of a petty amount of money.

In his new National Education Policy NEP 2020 the fake degree holder illiterate Hindutva bigot masquerading as the HR&D minister of India has unleashed a series of command-and-control designs to overpower Muslim's mind from the early childhood. In the worst ever brainwashing project the Sanghis have decided to subvert the teachers from all over the country through a single RSS SHAKHA aka teachers' training board and no state will have any say in it. This board will be centralized, saffronized and will be under the direct control of the RSS headquarter in Nagpur. No degree or certificate in India can now be obtained without the Hindutva master's will. It's obligatory for every Indian Muslim now to trash this thug Ramesh Pokhriyal and his enslavement program called the New Education Policy.

Source: ***An article by Dr. Arshad Mohsin (a scholar in Kuwait); posted on http://www.muslimsofindia.in/***

Vol: 30 Regd. No. C.P.L NO.114 No.05

Weekly **Nida-e-Khilafat** Lahore